

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَنْۢیۡۤاۡتَیۡنَکُمْ مِّنۡۢ بَیۡۤنِ اَیۡدِیۡکُمْ مِّنۡۢ بَیۡۤتٍ مِّنۡۢ بَیۡتٍ مَّسْکُوۡۤنٍ لِّیۡسَ لَکُمْ عَلَیۡہِۡنَ اِیۡمٰنٌ وَّ لَکُمْ اِیۡمٰنٌ عَلَیۡہِۡنَ

(ان کا رتبہ نہیں خوشی سنا تا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں نہیں دائمی نعمت ہے۔ توبہ: ۲۱)

جواہر محمدیہ

سوانح عمری امام ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی
مجلد الف ثانی قسط سمرہ

مصنف مکرم

مولانا خواجہ احمد حسین خان
شہنشاہی مجددی امر وہوی علیہ الرحمہ

3457/1

ادارۃ سنیہ، ۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء

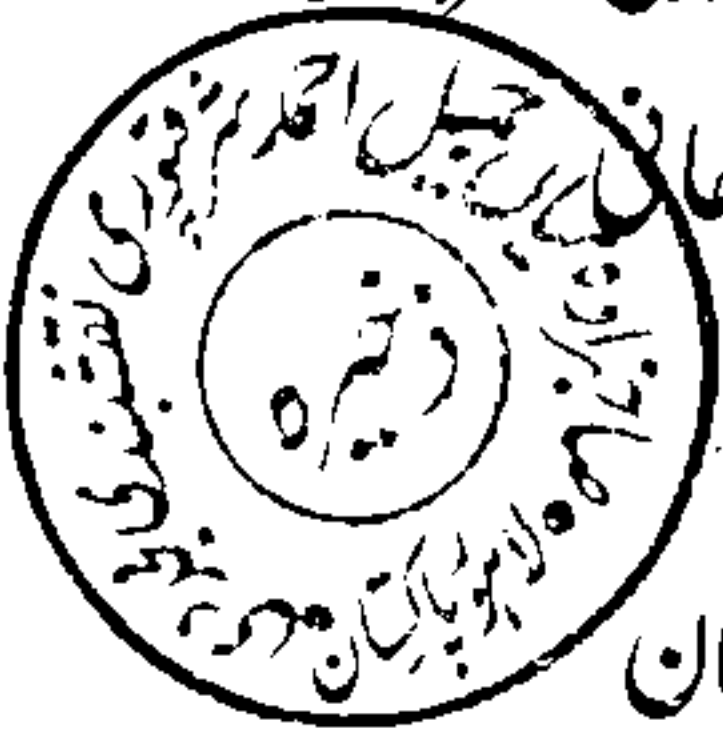
يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۗ لِيُذَكِّرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا فِي رَحْمَةِ اللَّهِ فَتَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۗ إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۙ

(ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت تھی۔ توبہ: ۶۱)

34

جواہرِ مجددیہ

سوانح عمری سلطانِ طریقت، برہانِ حقیقت، کاشفِ اسرار
بیعِ مثانی، بحرِ موانجِ ہمدانی، شمعِ بزمِ عرفانی، مقتدائے ارباب
معانی بلقب بہ امامِ ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی سربندی



مجدد الف ثانی قدس سرۃ الروحانی

مُصَنَّفٌ

حضرت مولانا خواجہ احمد حسین خان
قادری نقشبندی مجددی امروہوی علیہ الرحمہ

ادارۃ مسعودیہ، ۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۶۲۰۰۲ / ۵۱۴۲۳

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

86643

(Handwritten signature)

نام کتاب	جوابر مجددیہ
موضوع	سیرت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف	مولانا خواجہ احمد حسین خان نقشبندی
تصحیح	محمد عبدالستار طاہر
صفحات	۱۲۹
حروف ساز	الحجاز کمپوزرز، اسلام پورہ، لاہور
ناشر	ادارہ مسعودیہ، کراچی
اشاعت	صفر المظفر ۱۴۲۲ھ / مئی ۲۰۰۲ء
قیمت	

ملنے کے پتے

- ① ادارہ مسعودیہ، ۶/۲، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ
- ② ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، عیدگاہ، کراچی
- ③ ادارہ مظہر اسلام، نئی آبادی مجاہد آباد، مغلیہ پورہ، لاہور
- ④ مکتبہ قادریہ رضویہ، دربار مارکیٹ، داتا گنج بخش روڈ، لاہور
- ⑤ فرید بک شال، ۳۸- اردو بازار، لاہور

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷	☆ حضرت سید علی قوام نظامی، جوپور	۷	خطبہ کتاب
۱۷	حضرت مخدوم کے خوارق و کرامات	۹	پہلا جوہر
۱۸	حضرت مخدوم کی تصانیف		آپ کا نام و لقب، مذہب اور
۱۸	حضرت مخدوم کے عقائد اور تعلیم		طریقہ
۱۹	حضرت مخدوم کے مریدین و تلامذہ		آپ کا نسب
۱۹	حضرت مخدوم کی وفات		آپ کے خاندانی حالات
۲۰	حضرت مخدوم کی اولاد و امجاد	۱۲	حالات فرخ شاہ کا بلی عالیہ الرحمہ
۲۱	دوسرا جوہر	۱۳	حالات امام رفیع الدین علیہ الرحمہ
	حضرت مجدد عالیہ الرحمہ کے ظہور	۱۳	تعمیر قلعہ و بنیاد شہر سرہند شریف
۲۲	کے متعلق آیات و احادیث		والد ماجد مخدوم حضرت عبدالاحد
۲۳	اولیاء سائبین کی بشارتیں		کی شیخ حضرت عبدالقدوس گنگوہی
۲۳	☆ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ	۱۵	علیہم الرحمہ سے بیعت
۲۳	☆ حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ		حضرت مخدوم کی حضرت صاحبزادہ
۲۵	☆ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶	شیخ رکن الدین علیہ الرحمہ سے خلافت
۲۵	☆ حضرت داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ		حضرت مخدوم کی حضرت شاہ کمال
۲۵	☆ حضرت خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ		کی قاضی قادری عالیہ الرحمہ سے
۲۶	☆ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی	۱۶	طریقہ قادریہ میں خلافت
۲۶	دیگر مشائخ کرام کے الہام		حضرت مخدوم کا بعض شیوخ سے
۲۶	ارکان سلطنت کے خواب	۱۷	استفادہ:
۲۷	حضرت مخدوم عالیہ الرحمہ کا کشف	۱۷	☆ حضرت شیخ الہ داد، رہتاس

۰	حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا آپ پر	۲۷	اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا
۳۶	خاص واقعات ظاہر فرمانا	۲۷	نزول اور مجتہد اسلام کی ضرورت
۳۷	آپ کے محررہ بعض حالات	۲۸	ذکر ولادت باسعادت
۳۷	(ترک مجدد)	۲۹	اثنائے ولادت کے واقعات
۳۸	تعلیم ذکر اسم ذات	۳۱	زمانہ طفولیت
۳۸	مدہوشی و فناء	۳۱	آپ اور حضرت شاہ کمال کی عقلی قادری
۳۸	مقام ظلال و فناء الفناء	۳۱	آپ کا علم شریعت
۳۹	مرتبہ علمی	۳۱	اپنے والد ماجد سے استفادہ
۳۹	مقام حیرت و حضور نقشبندیہ	۳۲	دیگر اساتذہ اور کبرویہ کی اجازت
۴۰	مقام فناء حقیقی و شرح صدر	۳۲	☆ مولانا کمال کشمیری، سیالکوٹ
۴۰	مقام حق الیقین و جمع الجمع	۳۲	☆ شیخ یعقوب صرنی، کشمیر
۴۱	مرتبہ فرق بعد الجمع	۳۲	☆ قاضی بہلول بدخشانی
۴۱	نسبت مرادیت و محبوبیت	۳۲	سند مصافحہ
	حضرت مجدد علیہ الرحمہ حضرت خواجہ	۳۳	آپ کا علم طریقت
۴۲	باقی باللہ علیہ الرحمہ کی نظر میں	۳۳	والد ماجد سے خلافت
	حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کیلئے آپ کی	۳۳	دیگر کمالات اور نسبت فردیت
۴۳	عقیدت	۳۳	والد ماجد کی طریقہ نقشبندیہ کی
۴۴	حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی آپ پر عنایت	۳۳	توصیف
	حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ	۳۴	افضلیت طریقہ نقشبندیہ
۴۴	سے خلافت	۳۵	سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہ
	دہلی کا دوسرا سفر اور حضرت خواجہ کی	۳۵	عالیہ الرحمہ سے نیاز مندی
۴۵	مزید عنایت	۳۵	طریقہ نقشبندیہ میں آپ کا فیض
۴۶	سرہند شریف کو واپسی	۳۵	حاصل کرنا اور قلب کا جاری ہونا

۵۸	آپ کے شیوخ اور سلاسل	۴۷	حضرت مجدد اور حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے آداب
۵۸	حضرت شیخ یعقوب فرخی علیہ الرحمہ		خرقہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی عنایت اور سید شاہ سکندر قادری
۵۸	حضرت حاجی عبدالرحمن بدخشی	۴۸	علیہ الرحمہ سے آپ کو خلافت
۵۸	کابلی معروف بہ حاجی رمزی علیہ الرحمہ		ارواح اولیاء اللہ کی آمد اور آپ کیلئے مسابقت
۵۸	حضرت مخدوم عبدالاحد علیہ الرحمہ	۴۸	سرہند شریف میں اولیاء اللہ کا ہجوم اور آنحضرت ﷺ کا فیصلہ
۵۸	(آپ کے والد ماجد)	۵۰	جملہ سلاسل کی طریقہ مجددیہ میں شمولیت
۶۱	حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ	۵۰	تعلیم نسبت قادریہ
۶۱	حضرت سید شاہ سکندر علیہ الرحمہ	۵۱	دہلی کا تیسرا سفر اور حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے آپ کے متعلق ارشادات
۶۳	تیسرا جوہر		آپ کے نام حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے بعض خطوط
۶۳	حضرت مجدد کے مخصوص کمالات	۵۳	سرہند شریف کو واپسی اور سفر لاہور
۶۶	کرامات حضرت مجدد	۵۵	حضرت خواجہ کی خبر وصال اور آپ کی لاہور سے روانگی
۷۲	حضرت مجدد کے متفرق حالات	۵۵	بعض نا تجربہ کار پیر بھائیوں کی ایک حرکت
۸۰	علیہ شریف	۵۶	خطا کاروں کی توبہ اور معذرت
۸۰	اخلاق و عادت اور وضع	۵۷	خطا کاروں کے قصور کی معافی
۸۱	حضرت مجدد کے عقائد		
۸۲	حضرت مجدد کے شبانہ روز اعمال		
۸۳	حضرت مجدد کے آداب بیت الخلاء		
۸۳	حضرت مجدد کے آداب وضو		
۸۳	حضرت مجدد کی نماز تہجد، وتر اور مراقبہ		
۸۵	مراقبہ		
۸۶	حضرت مجدد کی نماز فجر		
۸۷	حضرت مجدد کا حلقہ ذکر و توجہ		

۱۰۷	حضرت مجدد کے سلوک کی سیر	۸۷	حضرت مجدد کی نماز اشراق، نماز استخارہ و نماز اواین
۱۰۷	☆ ولایت صغریٰ یا ولایت اولیاء	۸۹	حضرت مجدد کی خلوت و صحبت
۱۰۷	☆ ولایت کبریٰ یا ولایت انبیاء	۹۰	حضرت مجدد کی نماز چاشت
۱۰۷	مرض الموت	۹۱	حضرت مجدد کا طعام اور قیلولہ
۱۰۹	وصال اور عمر شریف	۹۱	حضرت مجدد کی نماز فی الزوال
۱۰۹	مدفن اور اس زمین کی فضیلت	۹۳	حضرت مجدد کی نماز ظہر
۱۱۰	اولاد و امجاد	۹۳	حضرت مجدد کا حلقہ ذکر و توجہ، تعلیم دین و نماز عصر و ختم خواجگان
۱۱۰	صاحبزادگان اور صاحبزادیاں	۹۳	حضرت مجدد کی نماز عشاء و وتر
۱۱۰	☆ خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ	۹۳	حضرت مجدد کے اوراد
۱۱۰	☆ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ	۹۳	عام مسائل نماز
۱۱۰	☆ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	۹۵	سونے سے پہلے کی دعائیں
۱۱۲	☆ خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ	۹۶	حضرت مجدد کی نماز جمعہ و عیدین و تراویح وغیرہ
۱۱۲	☆ خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۹۹	چوتھا جوسر
۱۱۲	☆ خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۰	تصانیف
۱۱۲	☆ خواجہ شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۱	مکتوبات شریف
۱۱۳	خلفاء کبار	۱۰۳	مکتوبات شریف کی تردیدات
۱۱۳	قصائد منقبت	۱۰۵	تردیدات کے شافی جوابات
	ضمیمہ نمبر ۱۔ از	۱۰۶	طریقہ مجددیہ کی تعلیم اور دیگر طریقوں سے فرق
	شیخ نور الحق نقشبندی مجددی دہلوی		
۱۱۸	”تتمہ اخبار الایثار“		
	ضمیمہ نمبر ۲۔ از		
	نواب صدیق حسن خان نقشبندی		
۱۲۶	”ابجد العلوم“ جلد ثالث		

خطبہ کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَحْمَدًا لِلّٰهِ الَّذِي زَانَ الْبَشَرَ
بِالْعُلُومِ الْخَاصِّ كَالدَّرْرِ الْغَرَرِ
فَاصْطَفَى مِنْهُمْ حَيًّا وَآلَهُ
بِالتَّحِيَّاتِ الَّتِي لَا تُنْحَصَرُ

بعد حمد شریف حضرت خالق الموجودات ولعت لطیف جناب سیوا کائنات یہ احقر
البریات متوسل سلسلہ بیہ طریقہ مجذوبہ کترین بندگان فقیر احمد حسین خان سنی حنفی امر وہوی ثم
الحیدر آبادی سجادہ نشین والدی قطب زمان حضرت حافظ محمد عباس علی خان قادری نقشبندی
مجددی امر وہوی قدس سرہ العزیز اولاد خاص صاحب الطریقت سید شمس الدین امیر کلال رضی
اللہ عنہ عرض پرداز ہے کہ: بِفَحْوَاءٍ عِنْدَ ذِكْرِ الْأَبْرَارِ تَنْزِيلُ الرَّحْمَةِ،
اور بمصداق حَکَايَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِنْ جُنُودِ اللّٰهِ مَقْرَبَانِ بَارِغَاهِ الْهَيِّ كِ
حالات کا تذکرہ باعث نزول رحمت اور سبب حفظان ایمان ہے اور پیران طریقت کی یادگاری
مریدان باعقیدت کے لئے روح و ریحان۔

أَعِدْ ذِكْرَ نِعْمَانٍ لَّنَا إِنَّ ذِكْرَهُ
هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوُّعُ

یعنی ”بار بار نعمان (امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر کرو۔ کہ ان کا

ذکر مثل مشک کے ہے۔ جس قدر ذکر کرو گے خوشبو آئے گی۔“

آپ کا شجرہ بہ واسطہ حضرت مولانا سید شاہ فخر الدین احمد حضرت حکیم بادشاہ الہ آبادی و مولانا سید محمد عاشق و مولانا شاہ
ابوالحسن نصیر آبادی و مولانا مراد اللہ تھامیری و مولانا نعیم اللہ بہا پٹی، حضرت میرزا جان جاناں شہید میں ملتا ہے۔ یہ وہی
مولانا نعیم اللہ ہیں جن کو حضرت مرزا صاحب نے ہر سہ جلد مکتوبات شریف دے کر فرمایا تھا:

”لو امانت حضرت مجدد علیہ الرحمہ آپ کو تفویض کی گئی۔“

بالخصوص اشاعت تصانیف بزرگانِ دین کے موقع پر ضرور ہے کہ ان کے حالات کی بھی صراحت کی جائے کہ ناظرین باتمکین کو کما حقہ واقفیت اور معرفت تام اور استفادہ عام حاصل ہو۔ لہذا فقیر عفی عنہ نے ترجمہ ”مکتوبات قدسی آیات“ کلام معارف نظام سلطانِ طریقت برہانِ حقیقت کاشفِ اسرار سبعِ مثانی بحرِ موجِ ہمہ دانی، شمعِ بزمِ عرفانی، مقتدائے اربابِ معانی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ الروحانی کے ساتھ آپ کے صحیح اور مختصر حالات اردو زبان میں جمع کر کے (حسب فرمائش ملک فضل الدین ملک چمن الدین ملک تاج الدین صاحبان تاجران کتب کشمیری بازار، لاہور طبع کنندگان مکتوبات شریفہ) شریک کر دئے اور اس کا نام ”جوہرِ مجدیدیہ“ رکھا کہ طالبانِ خدا سا لکانِ راہِ مستفید ہوں اور اس ناچیز کو دعا خیر سے یاد فرمائیں۔ پس یہ مجموعہ چار جوہروں پر منقسم ہے:-

○ — پہلا جوہر

آپ کے ابتدائی اور خاندانی حالات کے بیان میں۔

○ — دوسرا جوہر

آپ کی ولادت، آپ کے علم شریعت اور علم طریقت کے بیان میں۔

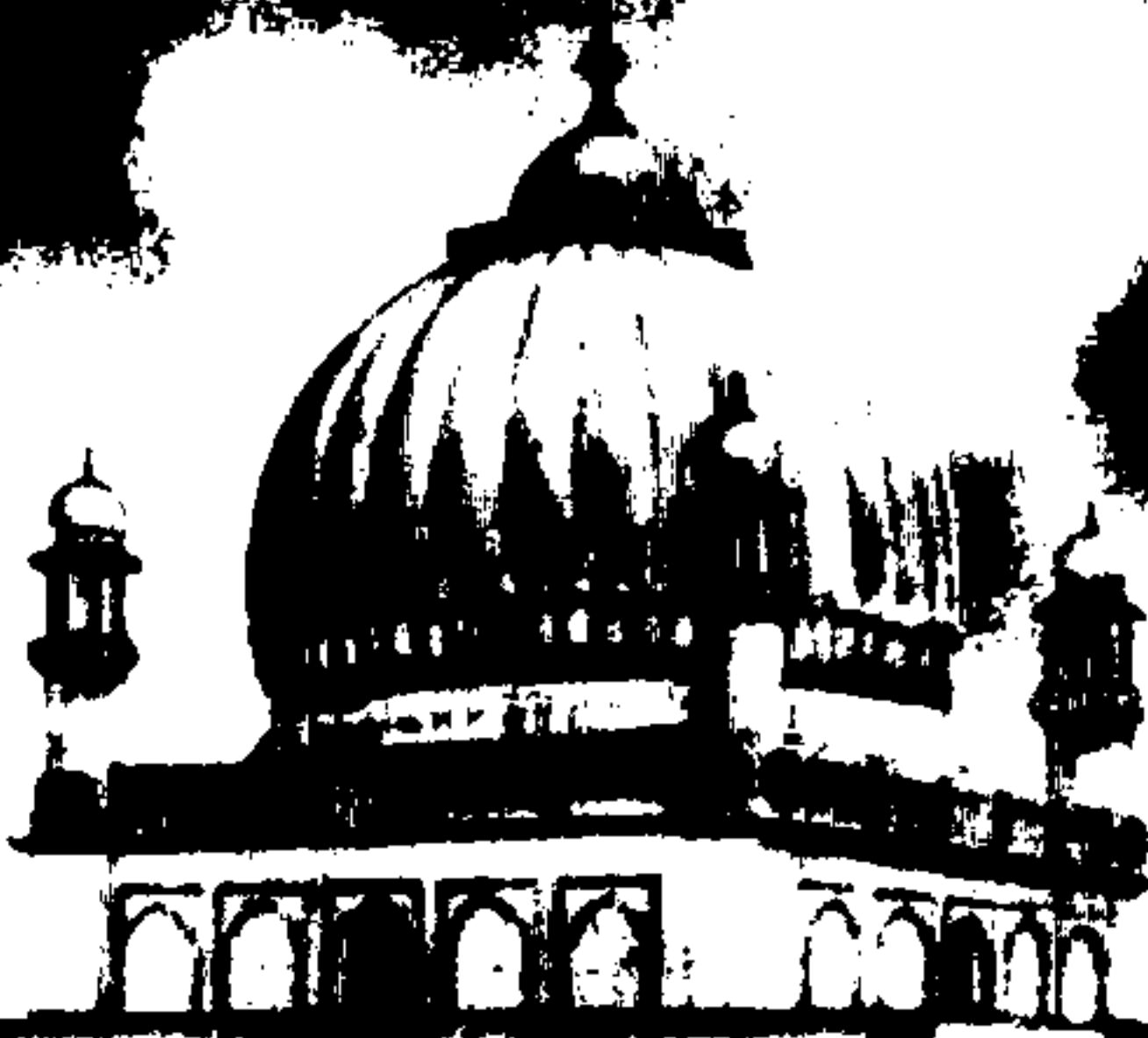
○ — تیسرا جوہر

آپ کے مخصوص کمالات، اخلاق اور اعمال کے بیان میں۔

○ — چوتھا جوہر

آپ کی تصانیف، تعلیم، وصال، صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں۔

وہ منہ میں سرمایہ مات کا فکیر
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
طاہر اکرمی



مکہ حضرت محمد ﷺ کی علیہ رحمۃ سرہند شریف مشرقی پنجاب

باب نمبر ۱

پہلا جوہر

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے
ابتدائی اور خاندانی حالات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آپ کا نام و لقب، مذہب اور طریقہ

کے قدرت جو لکھے نام نامی شاہ والا کا قلم بال ہما کا ہو کہ شاخ پاکِ طوبیٰ کا
وہ نور حق نما احمد، احد سے ہے ظہور اس کا محیط بحر عرفان ہے، نگین ہے، عرشِ اعلیٰ کا
آپ کا نام نامی احمد — لقب بدرالدین — کنیت ابوالبرکات — منصب
خزینۃ الرحمۃ، قیومِ زماں، مجدد الف ثانی اور — عرفِ امام ربانی، محبوبِ صمدانی —
مذہب آپ کا حنفی ہے — طریقہ آپ کا مجددیہ — جامع کمالات جمیع طرقِ قادریہ،
سہروردیہ کبریٰ، قلندریہ، مداریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، نظامیہ و صابریہ ہے۔

آپ کا نسب

نسب تحریر کیا ہو اس شہِ گردوں مقامی کا شرف خورشید پاسکتا نہیں جس کی غلامی کا
شہنشاہوں کے دل ہیبت سے جسکی ہو گئے پانی وہی فاروقِ اعظم نام ہے جدِ گرامی کا
آپ کا نسب عالی ستائیس (۲۷) واسطوں سے حضرت فاروقِ امیر المؤمنین سیدنا عمر
فاروق رضی اللہ عنہ سے اس طرح متصل ہے:-

حضرت شیخ احمد بن مخدوم عبدالاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن شیخ حبیب
اللہ بن امام رفیع الدین بانی قلعہ سرہند شریف بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف
بن شیخ اسحاق بن شیخ عبداللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین
معروف بہ فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلمان بن شیخ مسعود بن شیخ
عبداللہ واعظ اصغر بن شیخ عبداللہ واعظ اکبر بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر
بن شیخ عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نفیل بن
عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی۔

۱۔ حضرت زید بن ابوالحسن فاروقی مجددی دہلوی کی تحقیق کے مطابق ۳۰ واسطوں سے متصل ہے۔ بقیہ تین واسطوں کی
نشاندہی تو سین میں کر دی گئی ہے۔

کعب کا نسب حضرت ابونا آدم علیہ السلام تک بہ توسط چالیس (۴۰) واسطوں کے منتہی ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا نسب مبارک سات (۷) واسطوں سے کعب تک اس طرح منتہی ہوتا ہے:

محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب
بن مِرَّة بن کعب۔

کعب کا زمانہ ظہور آنحضرت ﷺ سے پانچ سو ساٹھ (۵۶۰) سال پہلے اور رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۷۵ سال بعد تھا۔ کعب کی یہ عادت تھی کہ ہمیشہ قریش کو جمع کر کے وعظ اور پند و نصیحت کیا کرتے اور اپنے فصیح و بلیغ نظموں سے ان کو آنحضرت ﷺ کے ظہور کا مشتاق بناتے تھے۔ ان میں سے ایک شعر یہ بھی ہے:

عَلَى غَفْلَةٍ يَأْتِي النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ
فِي خَيْرِ أَخْبَارٍ أَصْدُوقًا خَيْرَهَا

(ترجمہ) ”تم غفلت ہی میں رہ جاؤ گے اور نبی محمد ﷺ آ جائیں گے اور ایسی سچی

خبریں سنائیں گے جن سے ان کی سچائی کی تصدیق ہوگی۔“

آپ کے خاندانی حالات

آپ کے جملہ بزرگ چرخ ولایت و عرفان کے آفتاب، بُرجِ ہدایت ایمان کے ماہتاب تھے۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ ہیں، اور عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، جن کی شادی حضرت فاطمہ بنت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔

بقول ابو جعفر محدث ”آپ کی اولاد داخل سادات ہے“۔ شیخ ناصر اور ابراہیم،

تابعین۔۔۔ اسحاق اور ابراہیم تبع تابعین سے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

واعظِ اصغر تک یہ خاندان ملک حجاز میں ہی رہا۔ شیخ مسعود خلفائے عباسیہ کے اصرار

سے دار الخلافہ بغداد شریف میں آ کر مقیم ہوئے۔ شیخ سلیمان علیہ الرحمہ نے اپنے خاندانی علوم

تحصیل کر کے حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ سے ہی پرانے بغداد میں خلافت پائی۔ اس سلسلہ کا نام سری سقطیہ ہے۔

حالات فرخ شاہ کابلی علیہ الرحمہ

آپ حضرت فرید الدین مسعود شکر گنج علیہ الرحمہ کے بھی جدِ اعلیٰ ہیں۔ یعنی فرید الدین بن شیخ جمال الدین سلیمان بن قاضی شعیب بن محمد احمد بن محمد یوسف بن شیخ محمد بن فرخ شاہ۔ آپ اعظم وزراء سلاطین کابل سے تھے۔ مسلمان حکمرانوں میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان پر حملہ کیا ہے۔ بت خانے منہدم کئے۔ مسجدیں تعمیر کرائیں۔ بت پرستوں کو ذلیل اور کفار و مشرکین کو تہ تیغ کیا۔ سرکش جوگیوں، رکھیوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد آپ نے ممالک ایران و توران و بدخشاں اور خراسان کو مسخر کیا۔ تخت گاہ کابل میں افغانوں اور مغلوں میں زمین داری تقسیم کی اور مستحکم حدود قائم کیں۔ جو ۱۳۳۱ھ تک حسب حال برقرار ہیں۔ آخر العمر آپ نے امارت ترک فرما کر ایک درّہ میں جو شہر کابل سے تھوڑے فاصلہ پر تھا عزلت اختیار فرمائی۔ اب وہ ”درّہ فرخ شاہ“ کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ یوسف علیہ الرحمہ اپنے والد بزرگوار حضرت فرخ شاہ کابلی علیہ الرحمہ کے بعد جانشین ہوئے۔ آخر عمر میں انہوں نے بھی سب جاہ و جلال دنیاوی ترک کر دیا اور گوشہ نشین ہو گئے تھے۔

احمد بن یوسف بن فرخ شاہ علیہ الرحمہ نے خاندانی تعلیم کے علاوہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ سے بھی خلافت پائی۔ ان کے بعد ان کے فرزند شیخ شعیب علیہ الرحمہ خلیفہ و جانشین ہوئے۔ ان کے بعد ان کے فرزند شیخ عبداللہ علیہ الرحمہ جانشین ہوئے، اور انہوں نے حضرت بہاء الدین زکریا علیہ الرحمہ سے بھی خلافت پائی۔ بعدہ خاندانی خلافت تلاش سہروردیہ یکے بعد دیگرے خاندان ہی میں منتقل ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ حضرت امام رفیع الدین علیہ الرحمہ خلیفہ ہوئے۔

حالات امام رفیع الدین علیہ الرحمہ

آپ جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ اپنے والد ماجد کے خلیفہ اٹم ہوئے۔ بعدہ بہت سے مشائخ کبار سے استفادہ کیا۔ کتب تواریخ میں جن کی تعداد چار سو (۴۰۰) کے قریب درج ہے۔ بالآخر آپ بمقام اوج علاقہ ملتان میں سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں علیہ الرحمہ کے خلیفہ اکمل ہوئے۔ اور مخدوم صاحب علیہ الرحمہ نے بلحاظ تقدس آپ ہی کو اپنا امام نماز مقرر فرمایا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادہ صاحب کسی بلندی پر کچھ گارہے تھے راہ سے کوئی عورت جارہی تھی آواز سن کر متاثر ہوئی اور گر گئی، اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: ”کہ لڑکے کی گردن کیوں نہیں ٹوٹی؟“ فوراً ہی لڑکا اوپر سے زمین پر گرا اور گردن کے ٹوٹنے سے مر گیا۔

تعمیر قلعہ و شہر سرہند شریف کی بنیاد

صحیح لفظ یہ سرہند مرکب (سر شیر اور رند جنگل) سے تھا۔ کثرت استعمال سے سرہند ہو گیا۔ تواریخ میں یہ نام رکھنے کی وجہ اس طرح لکھی ہے کہ اس مقام پر کبھی ایک وحشت ناک جنگل شیروں کا موطن تھا۔ ایک روز فیروز شاہ خلجی کے عہد میں اس جنگل میں سے عمال شاہی خزانہ کو لاہور سے دہلی لے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص عارف و صاحب دل تھا۔ اس نے وہاں چشم باطن سے ایک نور تحت الثریٰ سے فوق العرش تک محیط ملاحظہ کیا اور خیال کیا کہ کیا عجب ہے یہاں سے کوئی بزرگ جلیل القدر ظاہر ہوں۔ پس جب یہ صاحب دل پہنچے تو بادشاہ کے پیر مخدوم جہانیاں سے جو وہاں آئے ہوئے تھے، ان سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان پر ان کا بہت بڑا اثر ہوا۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا: ”ہمارے سلسلہ میں سینہ بہ سینہ یہ وصیت چلی آتی ہے کہ ہندوستان میں زمانہ رسالت سے ایک ہزار سال بعد ایک بزرگ و حید امت پیدا ہوگا۔ جو امام وقت مجدد اسلام اور فیضان ولایت و نبوت سے مالا مال ہوگا اور اولیاء سابقین کی سب نعمتیں اس

کو حاصل ہوں گی۔ اُس کے ظہور کا مقام آج فلاں جنگل میں معلوم ہوا ہے۔ وہاں کچھ آبادی بھی ہو جائے تو بہتر ہے۔“

بادشاہ نے اپنے وزیر خواجہ فتح اللہ کو بطور خاص اس کام کی سربراہی کی خدمت سپرد فرمائی۔ وہ فی الفور کئی ہزار آدمی ہمراہ لے کر اس جنگل میں تشریف لے گئے اور ایک مرتفع (بلند) مقام پسند کر کے قلعہ کی بنیاد رکھی اور تعمیر میں مصروف ہوئے۔ مگر جس قدر تعمیر کا حصہ دن کو تیار ہوتا تھا، رات کو سب گر جاتا تھا۔ ہر چند اس کا تجسس کیا گیا لیکن سبب دریافت نہ ہوا۔ بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے مخدوم صاحب کی خدمت میں عرض کرایا۔ آپ نے اپنے خلیفہ امام رفیع الدین کو جو وزیر موصوف کے برادرِ خورد بھی تھے۔ اس کام کی سربراہی کیلئے مامور فرمایا اور وہاں کی قطبیت اور ولایت دے کر روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں پر پہنچ کر اپنے نورِ باطن سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو یہ معلوم ہوا کہ شاہی پیادوں نے شاہ شرف بوعلی قلندر عالیہ الرحمہ کو بیگار میں پکڑ کر کام میں لگا رکھا ہے۔ وہ رات کو اثر ڈال کر کل عمارت گرا دیتے ہیں۔ آپ نے قلندر صاحب سے بہت معذرت کی اور ان کا اعزاز کیا۔ تو قلندر صاحب نے فرمایا:

”آپ کے بلوانے کے لئے ایسا کرتا تھا۔ اب اللہ نے آپ کو ایک وحید امت کی

ولادت کیلئے یہاں بھیجا ہے، جو روئے زمین سے کفر و شرک کی ظلمت کو دور کرے گا“

پھر ان دونوں صاحبوں نے مل کر ۱۰۷۷ھ میں بسم اللہ کہہ کر قلعہ کی بنیاد رکھ دی۔ جو چند

مدت میں تیار ہو گیا شہر آباد اور پر رونق ہوا۔

سرہند ملگو کہ رشک چین است خلدیست بریں کہ بر زمین ست

سرہند شریف میں شاہجہان بادشاہ نے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی عالیہ الرحمہ

اور آپ کی اولاد کا مرید اور نہایت معتقد تھا۔ ۱۰۴۴ھ میں ایک عالی شان محل اور باغ تعمیر کرایا۔

۱۰۷۷ھ تک شہر کی آبادی اور ترقی رہی۔ بعدہ جب سلطان اورنگ زیب عالمگیر تسخیر ممالک دکن

میں مصروف ہو گیا۔ یہاں سکھوں نے موقع پا کر شہر کو لوٹ مار کر کے اجاڑ دیا۔ شہر سرہند کلیہ

خراب، تاریخ ویرانی ہے۔ اب کچھ کچھ آبادی باقی ہے۔

ہر سال ۲۶ صفر سے ۲۸ صفر تک حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا عرس ہوتا ہے۔

ہزار ہا برگزیدہ بزرگ جمع ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں۔ اس عرس میں شرع شریف کی پابندی ملحوظ

رکھی جاتی ہے۔ صبح و شام صرف کلام اللہ شریف کا ختم ہوتا ہے۔ بعض صاحب عمدہ عمدہ نعتیہ

قصیدے بھی پڑھتے ہیں۔ یہ شہر دہلی کے شمال و مغرب میں ۳۷ فرسنگ اور لاہور سے بجانب

مشرق ۳۳ فرسنگ اور کابل سے ۱۲۵ فرسنگ واقع ہے۔

آپ کے والد ماجد کی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت

قدوة العارفين مخدوم عبدالاحد قدس سرہ آپ کے والد ماجد اور پیر طریقت

ہیں۔ عین عالم شباب میں آپ کو جاذبہ الہی و عشق خداوندی نے حضرت قطب العالم شیخ

عبدالقدوس گنگوہی چشتی عالیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچایا۔ ان سے بیعت کی تلقین، اذکار اور

اوراد ضروری پائے۔ آپ کے آستانہ عالیہ پر قیام کر کے کسب سلوک کی درخواست کی۔ شیخ نے یہ

ارشاد فرمایا:

”پہلے آپ علوم دینیہ حاصل کریں بعدہ اس علم کے حاصل کرنے کیلئے کمر ہمت

باندھیں تو مناسب ہے کہ درویش بے علم مثل طعام بے نمک کے ہے۔“

تب آپ نے عرض کیا:

”مجھے اپنی زیست کا اعتبار نہیں ہے۔“

انہوں نے فرمایا:

”اس کا وقت ابھی بہت دور ہے۔ اللہ پاک کو آپ سے ایک خالص کام لینا ہے۔

آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے۔ اس کا ظہور ہونا ضروری ہے

— اگر میں زندہ رہا تو اس کو وسیلہ قرب الہی گردانوں گا۔“

اس کے بعد آپ نے شیخ کی کبر سنی کی طرف خیال کیا۔ فوراً ہی شیخ نے ارشاد فرمایا:
 ”اگر میں خود تمہارے علوم دینیہ کی تکمیل کرنے کے وقت تک بقید حیات نہ رہا تو
 ہمارا صاحبزادہ موجود ہے۔“

آپ یہ مصرعہ پڑھتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے۔
 صبرے کنیم تا کرم او چہا کند
 آپ تحصیل علوم دینیہ سے فارغ ہونے نہ پائے تھے کہ شیخ کے وصال کی خبر ملی۔ بہت
 کچھ حسرت و افسوس کیا۔ پھر بعد تکمیل تحصیل آپ مختلف شہروں کی سیاحت کرتے ہوئے کئی سال
 کے بعد شیخ قدس سرہ العزیز کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔

حضرت مخدوم کی حضرت صاحبزادہ شیخ رکن الدین سے خلافت

صاحبزادہ شیخ رکن الدین قدس سرہ العزیز سجادہ نشین کو حضرت شیخ قدس سرہ جناب
 مخدوم کی تعلیم کے متعلق ہدایت فرما گئے تھے۔ انہوں نے اس کے بموجب آپ کا کمال اعزاز کیا۔
 بہت جلد فوائد اور برکات سے بہرہ یاب کر کے ۹۷۹ھ میں آپ کو طریقہ قادر یہ اور چشتیہ صابریہ کا
 خرقہ خلافت عنایت فرمایا۔ فصیح و بلیغ عربی عبارات میں خلافت نامہ عطا کیا۔ اس موقع پر تبرکاً
 اس کے شروع کا ایک شعر نقل کیا جاتا ہے۔

بُشْرَى لَقَدْ أَنْجَزَ الْإِقْبَالَ مَا وَعَدَا وَ كَوَّكِبُ الْمَجْدِ بِالْأُفُقِ الْعُلَى صَعَدَا
 بُشْرَى تَرَكَ دَوْلَتَ وَاإِقْبَالَ رَوْضُود أَنْجَازَ وَعْدِهِ كَرْدَ وَا نَقَابَ زَرْخِ كَشُود
 دَرِ آسْمَانِ رَفَعَتْ شَمْسَ بَرَامَدَه نَوْرَ اِزَانِ بِنَافِثَةِ اِنْدَرِ جِهَانِ نَمُود

جناب مخدوم کی حضرت شاہ کمان کیستھلی قلعہ دی سے خلافت

شاہ صاحب اکثر قصبہ پائل میں جو سرہند شریف سے چار فرسنگ پر ہے، مقیم رہتے
 تھے۔ حضرت مخدوم نے وہیں ان کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک طریقہ قادر یہ طے کیا اور فوائد

برکات بالخصوص نسبت فریث حاصل کی۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے شاہ صاحب کی نسبت اپنی کتاب ”ہبناہ و معادہ“ میں الفاظ صاحب جذبات قویہ و خوارق عظیمہ تحریر فرمائے ہیں۔ آپ بحالت جذبات دن جنگل و بیابانوں میں پھرا کرتے تھے۔ جب رات ہو جاتی تھی۔ اکثر لوق و دق صحرا میں شہر طاہر ہو جاتا، آپ وہاں چلے جاتے۔ اس شہر کے باشندے آپ کی خدمت کرتے، کھلاتے پلاتے، آرام سے رکھتے، جب صبح ہو جاتی، وہ شہر نظروں سے غائب اور باشندے نثار د ہو جاتے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز یہ بھی فرماتے ہیں:

”ہم کو جب خاندان قادریہ کے مشائخ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث

الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد شاہ صاحب جیسا کوئی بزرگ نظر نہیں آتا۔“

شاہ صاحب نے بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی ۹۲۱ھ بہ عمر اسی (۸۰) سال وصال فرمایا۔

قصبہ کیتھل مضافات سرہند شریف میں دفن ہوئے۔

حضرت مخدوم کا بعض شیوخ سے استفادہ

آپ نے کابل سے بنگالہ تک سیاحت فرمائی۔ شہر بہتاس میں حضرت شیخ الہ داد علیہ الرحمہ سے اور جو پور میں حضرت سید علی قوام نظامی علیہ الرحمہ اور دیگر مشائخ کرام سے استفادہ فرمایا

حضرت مخدوم کے خوارق و کرامات

اکثر آدمی آپ سے فرماتے تھے کہ ہم نے آپ سے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ یا بغداد شریف میں ملاقات کی تھی۔ آپ انکار کر کے فرماتے۔ ”بھائی میں تو وہاں کبھی نہیں گیا۔“ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کوئی شخص اتفاقاً آپ کے حجرے میں چلا گیا اور آپ کے ہر عضو کو لیچہ ملیجہ پڑا ہوا پایا۔ باہر نکلا اوروں سے بیان کیا۔ لوگ اندر گئے دیکھا تو آپ کو ذکر و شغل میں مصروف زیب مسند پایا۔ آپ سے واقعہ عرض کیا، آپ نے ارشاد فرمایا:

”اس کا ذکر کسی سے نہ آنے پائے۔“

حضرت مخدوم کی تصانیف

علم شریعت و طریقت میں کئی رسالے آپ کے تصنیف ہیں۔ ان میں سے ”اسرار شریعت“ اور ”کنوز الحقائق“ مشہور ہیں۔ ان کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ان میں جو چھ اسرار و حقائق لکھے ہیں، سب الہامی ہیں۔

حضرت مخدوم کے عقائد اور ان کی تعلیم

آپ اصوا و فروعا حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیح اور انہیں کے عقائد کے متقہ تھے۔ اور ان کے کام کے دقائق اور اسرار کے بیان میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ کتاب تصوف میں سے ”عوارف المعارف“، ”فصوص الحکم“ اور ”مواقع النجوم“ و دیگر تصانیف شیخ نہایت ہی عمدگی سے پڑھاتے تھے۔ مسک و وحدت الوجود کی تفہیم و جوہی طریقہ سے کرتے اور فرماتے تھے کہ:

”ہمارا حال و مشرب یہ ہے کہ جو کچھ نظر آ رہا ہے، واحد حقیقی ہے۔ کہ بعنوان کثرت نمودار ہوتا ہے۔“

اپنے شیخ گنگوہی عالیہ الرحمۃ کا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا:

”اس عالم میں رویت و مشاہدہ حق سبحانہ و تعالیٰ سے خواہ وہ پچشم تر ہو یا پچشم سر۔ بلا ایقان فائدہ نہیں۔“

آپ سے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ایقان کے معنی دریافت کئے تو فرمایا:

”اتحاد“ یعنی شاہد و مشہور میں اعتباری اثبیت بھی باقی نہ رہے۔ قال شیخ عبد اللہ بلیانی سہروردی المتوفی ۶۸۷ھ۔

حقیقت جز خدا دیدن روانیست	کہ بیشک در دو عالم جز خدا نیست
نئے گویم کہ عالم اوشده ، نہ	کہ اس نسبت باو کردن روانیست
نہ او عالم شدد نے عالم اوشد	ہمہ را اس چینی دیدن خطانیست

آپ فرماتے تھے کہ:

”خلاف شرع امور اور بدعات سے مجھ کو دلی نفرت ہے۔ جب کسی درویش کو خلاف شرع پاتا ہوں، اُس کی صحبت ترک کر دیتا ہوں۔ جب مجھ پر کسی امر کا انکشاف ہوتا ہے، تو قرآن و حدیث دو شاہد عدول کے روبرو اس کو پیش کرتا ہوں اور اُن سے مطابقت ہو جاتی ہے تو قبول کر لیتا ہوں ورنہ رد کرتا ہوں۔“

حضرت مخدوم کے مریدین و تلامذہ

آپ کے ہزاروں مرید اور صد ہا شاگرد تھے۔ علم شریعت اور طریقت کی تعلیم جاری تھی۔ قدوة المشائخ شیخ میرک لاہوری عالیہ الرحمہ مصنف ”شط حیات“ و ”سینۃ الاولیاء“ وغیرہ (استاد ظاہر و باطن شاہزادہ داراشکوہ) آپ کے مرید اور تلمیذ تھے۔ بعض اوقات آپ لوگوں سے ایسے ایسے اسرار و معارف عالیہ بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علما، فنون اس کے سمجھنے میں حیران و ششدر رہ جاتے اور بہت ہی غور و خوض کے بعد سمجھتے تھے۔

بیروں زد و کون و در جہانے دگر اند

ارباب بقا زندہ بجان دگر اند

این طائفہ گویا بزبان دگر اند

کس پے بزبان حال ایشان نبرد

حضرت مخدوم کی وفات

جب آپ کا اخیر وقت ہوا تو آپ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا:

”بات وہی ہے جو شیخ بزرگوار (شیخ عبدالقدوس گنگوہی عالیہ الرحمہ) نے فرمائی تھی۔“

آپ کے صاحبزادہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز حاضر تھے۔ انہوں نے آپ

سے دریافت فرمایا کہ ”حضور وہ کیا بات ہے؟“ فرمایا:

”حق سبحانہ و تعالیٰ ہستی مطلق ہے لیکن لباس کونیہ محبوبوں کی آنکھ پر ڈال کر انہیں

دور و مہجور رکھتا ہے۔“

آپ نے عرض کیا کہ ”مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے؟“ فرمایا:

”بس تمہیں یہی وصیت کرتا ہوں اور میں محبت اہل بیت میں سرشار ہوں، اور

نعمت کے دریا میں مستغرق ہوں۔“

الہی بحق بنی فاطمہ کہ برقول ایمان کنی خاتمہ

آپ نے تاریخ ۷ ارب جب المرجب ۱۰۰ھ بمصر اسی (۸۰) سال وصال فرمایا۔

مزار شریف سرہند میں بجانب شمال ایک میل پر واقع ہے۔

حضرت مخدوم کی اولاد

آپ کی شادی ایک بزرگ زادی سے بمقام سکندن جو اب ضلع بلند شہر میں ایک قصبہ

ہے، سے ہوئی تھی۔ ان کے کطن سے سات صاحبزادے تولد ہوئے:

① - شیخ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے حضرت مخدوم سے ظاہری و باطنی تعلیم و خلافت پائی۔

② - شیخ مسعود رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے۔

③ - آپ کا نام اور کوئی کیفیت معلوم نہ ہو سکی۔

④ - شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ (امام ربانی)

آپ کے حالات جو اہل دوم میں درج منسل ہیں۔

⑤ - شیخ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ

ان کے حالات مکتوبات شریف جلد اول میں مندرج ہیں۔

⑥ - شیخ فواد رحمۃ اللہ علیہ

ان کے حالات بھی مکتوبات شریف جلد اول میں درج ہیں۔

⑦ - آپ کا نام و کیفیت معلوم نہ ہو سکی۔



باب نمبر ۲

دوسرا جوہر

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی ولادت
اور علم شریعت و طریقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت مجدد کے ظہور کے متعلق آیات و احادیث سے اشارہ

آپ کے ظہور کی نسبت کوئی نص صریح تو ہماری نظر سے نہیں گذری لیکن فقہائے

ثانیہ:

وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝

غور کرنے سے آپ کے وجود باوجود کی طرف اشارت ظاہر ہوتی ہے چنانچہ آیت شریف:

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ ۝

پتہ دے رہی ہے کہ آخر زمان میں بھی تھوڑے بزرگ مقربین بارگاہ الہی مثل اولین کے ہونگے

— اور آپ اور آپ کے خلفاء، متاخرین اولیاء سے ہیں — اور بسبب اتباع سنت سید

آپ کا طریق مماثل طریقہ اولین یعنی اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کے ہے — چنانچہ حضرت

شاہ عبدالقادر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ مفسرین نے لفظ

آخرین سے آپ کی ذات اور آپ کے خلفاء مراد لئے ہیں اور بعض احادیث بھی اس تفسیر کی

مؤید موجود ہیں۔ جیسا کہ ”سنن ترمذی“ میں مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَثَلُ أُمَّتِي كَمَثَلِ الْمَطَرِ لَا يُدْرِي أَوْلَاهَا

خَيْرٌ أَمْ آخِرُهَا ۝

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”میری امت مثل بارش کی ہے

معلوم نہیں کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخر کا۔“

”جامع الدر“ میں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ

سَنَةٍ مَنْ يَجِدُ دُلَّهَا أَمْرَ دِينِهَا ۝

”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر صدی کے شروع میں اس امت سے اللہ تعالیٰ

86643

69173

ایک مجذوب و بھیتنا ہے گا۔ جو دین و نئے سرے سے درست کرتا رہے گا۔

”جمع الجوامع“ میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَكُونُ رَجُلٌ فِي أُمَّتِي يُقَالُ لَهُ صَلَةٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

بِشَفَاعَتِهِ كَذَا وَ كَذَا ○

”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں ایک شخص صدہ ہوگا (یعنی مخلوق و

خالق سے ملانے والا یا شریعت کو طریقت کے ساتھ جمع کرنے والا) جس کی شفاعت

سے اتنے اتنے یعنی بے شمار آدمی جنت میں داخل ہونگے۔“

دونوں معنی کے لحاظ سے آپ کی ذات بابرکات **صَلَةٌ** اور مصداق حدیث ہے۔

دوسری حدیث ”**رَوْضَةُ قِيَوْمِيَّةٍ**“ میں وارد ہے کہ:

يُبعَثُ رَجُلٌ عَلَى أَحَدِ عَشْرٍ مِائَةٍ سَنَةٍ هُوَ نُورٌ عَظِيمٌ اسْمُهُ

اسْمِي بَيْنَ السُّلْطَانَيْنِ الْجَابِرَيْنِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْوَفَاءُ ○

”گیارہویں صدی کے شروع میں دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک شخص بھیجا

جائے گا وہ میرا ہم نام اور نور عظیم الشان ہوگا اور ہزاروں آدمیوں کو اپنے ساتھ جنت

میں لے جائے گا۔“

اولیاءِ سائبقین کی بشارتیں

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

جناب غوث اعظم نے فریدی ان کی آمد کی ظہور ہو جائے گا اک دن مجد الف ثانی کا

چنانچہ ”**رَوْضَةُ قِيَوْمِيَّةٍ**“ میں دیگر کتب معتبرہ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی جنگل میں مراقبہ فرما رہے تھے کہ یکا یک آسمان سے ایک نور

ظاہر ہوا اس سے تمام عالم منور ہو گیا اور القا ہوا کہ:

”آپ سے پانچ سو سال کے بعد جبکہ عالم میں شرک و بدعت پھیل جائے گی۔ ایک بزرگ و حید امت پیدا ہوگا۔ وہ دنیا سے شرک و الحاد کے نام کو نابود کر دے گا۔ دین محمدی ﷺ کو نئے سرے سے تازگی بخشنے گا۔ اس کی صحبت کیمائے سعادت ہو سرگی۔ اس کے صاحبزادہ اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔“

اس کے بعد آپ نے اپنے خرقہ کو خاص اپنے کمالات سے علو کر کے اپنے صاحبزادہ تاج الدین عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کو تفویض کیا اور ارشاد فرمایا کہ:

”جب ان بزرگ کا ظہور ہو، یہ ان کے حوالہ کرتا۔“

اس وقت سے وہ خرقہ صاحبزادہ صاحب کی اولاد میں یکے بعد دیگرے اسی طرح سپرد ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۰۱۳ھ میں حضرت پیران پیر کے پوتے سید شاہ سکندر قادری عالیہ الرحمہ نے آپ کے حوالہ کیا جس کا مفصل بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔

حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ

مقامات شیخ الاسلام احمد جام قدس سرہ العزیز میں مذکور ہے کہ شیخ قدس سرہ العزیز نے

ارشاد فرمایا:

”میرے بعد سترہ آدمی میرے ہم نام پیدا ہوں گے۔ ان سب سے آخر کے صاحب جو مجھ سے چار سو سال بعد پیدا ہوں گے، سب سے افضل ہوں گے۔“

شیخ کے فرزند شیخ ظہور الدین قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب ”رموز الواشنین“ میں لکھا ہے:

”اخیر عمر تک میرے باپ کے ہاتھ پر چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی تھی میں نے ان سے عرض کیا کہ اکثر مشائخ کبار کے حالات کتابوں میں مرقوم ہیں مگر آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں۔“

آپ نے فرمایا:

”اب سے چار سو سال بعد میرا ہم نام ایک بزرگ پیدا ہوگا۔ اس کے حالات مجھ سے کہیں افضل اور مثل اصحاب کبار ہوں گے۔“

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

”نفحات الانس“ میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شیخ احمد جام عالیہ الرحمہ کا مقولہ مذکورہ بالا نقل کیا ہے اور شیخ کی سنہ وفات ۶۰۰ھ تحریر کی ہے۔ چونکہ حضرت امام ربانی کا ظہور ۱۰۰۰ھ میں ہوا جو زمانہ شیخ سے پورے چار سو سال بعد ہے، لہذا اثبات ہوا کہ وہ بزرگ آپ ہی ہیں۔

حضرت داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ شارح ”فصوص الحکم“ مقدمہ قیصری کی دوسری فصل میں لکھتے ہیں کہ:

”ہر ایک اسم اور کوكب کا دورہ ہزار سال کا ہوتا ہے، چنانچہ اولوالعزم نبیوں کی شریعت کا زمانہ بھی ہزار سال کا ہے۔ اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک نائب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوگا، وہ دین کی اصلاح اور درستی کرے گا۔“

حضرت خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ

”مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشی“ میں مذکور ہے کہ شیخ نے ایک روز فرمایا: سبحان اللہ سلسلہ خواجگان نقشبند میں ایک عزیز افضل ترین اولیاء امت ملک ہند میں پیدا ہونے والے ہیں۔ ان سے شرف ملاقات نہ ہو سکنے کا مجھ کو افسوس ہوگا۔ انہوں نے ایک خط بطور عرضداشت آپ کے نام تحریر کیا اور اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن بدخشی عالیہ الرحمہ کو دیا۔ جو ۱۰۲۲ھ میں آپ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ اس میں آپ سے دعا کے لئے استدعا کی گئی تھی۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان کے لیے دعا فرمائی اور کہا: ”شیخ خلیل اللہ کا مقام کبار اولیاء امت میں نظر آتا ہے۔“

شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ نے حضرت مخدوم کے بیعت کے وقت فرمایا تھا:

”آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے اس سے شرق و غرب روشن ہوں گے۔ بدعت و ضلالت دور ہوگی، میں اگر اس وقت تک زندہ رہا تو اس کو وسیلۂ قرب الہی گردانوں گا۔“

دیگر مشائخ کرام کے الہام

حضرت شیخ سلیم چشتی اور شیخ نظام نانولی اور شیخ عبداللہ سہروردی علیہ الرحمہما اکابر اولیاء ہندوستان کی خدمات میں لوگ آ آ کر اکبر بادشاہ کی بددینی اور گمراہی کی شکایت کر کے ترقی اسلام کی دعا کیلئے خواستگار ہوا کرتے تھے۔ یہ اولیاء وقت جب توجہ باطنی فرماتے تو الہام ہوتا کہ:

”عنقریب ایک امام وقت مجدد اسلام کا ظہور ہوگا۔ وہ سب بددینی اور ضلالت کو دفع فرمائے گا۔ اور اس کا نور قیامت تک باقی رہے گا۔“

نجومیوں کی پیشن گوئی

”روضیۃ قیومیہ“ میں مفصل مندرج ہے کہ محرم ۱۰۹۷ھ میں نواب خان اعظم رکن سلطنت کے دربار میں نجومی جمع ہوئے اور بالاتفاق سب نے یہ کہا کہ:

”تین دن سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ سے اس وقت تک کبھی اور نہ نکلا تھا۔ اس کے بعد نتائج ظاہر ہونگے کہ کوئی مرد خدا اسلام کو دوبارہ تازگی بخشنے گا۔“

ارکان سلطنت کے خواب

سلطنت اکبری کے ارکان شیخ سلطان، خان اعظم اور مدار الہام سید صدر جہاں نے

اس بارے میں چند خواب دیکھے۔ ان کی تعبیر کیلئے حضرت شیخ جلال البیر الاولیاء کی خدمت میں عرض کرایا تو انہوں نے ارشاد فرمایا:

”سرہند سے جو نور کا ظہور دیکھا ہے، وہ کسی ولی برحق کی ولادت ہے۔ اور

بگلوں کا دور ہونا اور بچھوؤں کا مارا جانا کفر و بدعت کا دور ہونا ہے۔“

حضرت مخدوم کا کشف

حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ العزیز آپ کے والد ماجد نے ایک روز مراقبہ میں دیکھا کہ عالم میں تاریکی پھیل گئی ہے۔ خاک و بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ ایک نور ان کے سینہ سے نکلا، جس سے جہان روشن ہو گیا۔ اور برق خالف نے نکل کر سب زندوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت پر کوئی بزرگ مسند نشین ہیں۔ ان کے چاروں طرف بہت سے نورانی آدمی اور ملائک مودب کھڑے ہیں۔ ملحدوں، زندیقوں، ظالموں اور جابروں کو لالا کر ان کے حضور میں پیش کر کے بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔

مناوی ندا دے رہا ہے:

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

(ترجمہ) ”حق آیا اور باطل بالکل پامال ہوا۔“

آپ نے یہ واقعہ حضرت شاہ کمال کے متعلق عالیہ الرحمہ سے عرض کیا۔ آپ نے توجہ الی اللہ کر کے فرمایا:

”آپ کے ایک فرزند گرامی جو افضل اولیاء امت ہوگا، پیدا ہوگا۔ اس کے نور

سے شرک و بدعت کی تاریکی دور اور دین محمدی کو روشنی اور فروغ حاصل ہوگا۔“

اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت

اکبر بادشاہ کے عہد میں جس قدر کفر و الحاد کو فروغ اور شرع اسلام کو ضعف اور انحطاط ہو گیا تھا محتاج بیان نہیں۔ دربار کا آداب سجدہ تھا، اور بادشاہی کی مہر جمع جمل جلالہ ما اکبر

شانہ تھا۔ وزیر ابوالفضل نے ایک کتاب بادشاہ کو لا کر دی اور کہا کہ آسمان سے آپ کے واسطے فرشتہ لایا ہے۔ تاکہ آپ اس پر عمل کریں۔

یہ قدرت ہے کہ بے بوالفضل مردک
کتاب اتری تو ایسی لغو مہمل
فرشتے نے نہ پائی راہ شہ تک
کہ ہریک قطرہ بے معنی و معصل
چنانچہ اس کتاب میں ایک آیت یہ بھی تھی:

يَا أَيُّهَا الْبَشَرُ لَا تَذْبَحِ الْبَقْرَ وَإِنْ تَذْبَحِ الْبَقْرَ فَمَا وَكَ السَّعَرِ

(ترجمہ) ”اے بشر تو گائے کو ذبح مت کر، اور جو تو کرے گا تو تیرا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔“
شخصی طاقتیں پادشاہی مقابلہ سے عاجز تھیں۔ امداد غیبی کا ہر کس و ناکس کو انتظار تھا۔
اور امام وقت مجدد اسلام کے ظہور کے لئے سب چشم بر راہ تھے۔

گھٹا چھائی تھی بدعت کے نہاں نور ہدایت تھا
زمانہ آپ کا مشتاق اسی شمس ولایت تھا
نگاہیں لگ رہی تھیں نور حق کب جلوہ گر ہوگا
کھلے گا یا الہی کب وہ دروازہ عنایت کا

ذکرِ ولادت باسعادت

لکھ اے قلم خوشی سے ولادت جناب کی
غوثِ زمان و قطب وجود و امام دہر
کیا جوش پر بہار ہے لیل و نہار کی
پھولے نہیں سماتے چمن و گل و سمن
تشریف لائے شہ کون و مکان شتاب
راہیں بتائیے ہمیں صدق و ثواب کی

منقول ہے کہ ۱۰ محرم ۱۰۰۹ھ شب جمعہ کو ایک نور عالم تاب آسمان سے ظاہر ہوا۔ اور
تمام خلقت نے مشاہدہ کیا۔ اسی تاریخ میں آپ نے شکمِ مادر بزرگوار میں قرار پکڑا۔ عالم میں
سرسبزی کے آثار نمودار ہوئے۔ ارکانِ دین استوار ہوئے۔ زمین و آسمان میں غلغلہ شادمانی بلند
ہوا اور خطہ ہند اس اعزاز سے ارجمند ہوا۔

شور تھا ہر سو کہ شاہِ خوش خصال آنے کو ہے
 گلشنِ پیغمبری کا نونہال آنے کو ہے
 ہے مجدد الف ثانی جس کا قطبوں میں خطاب
 وہ امامِ حق بصد جاہ و جلال آنے کو ہے
 دور کرنے کو جہاں سے شرک کی تاریکیاں
 نورِ محبوب خدائے ذوالجلال آنے کو ہے
 آن کر وہ نورِ سنت ہر طرف پھیلائے گا
 نائبِ برحق نبی ﷺ بے مثال آنے کو ہے

اے صبا گر ہو گذر اس شاہ کے دربار میں

کہیو خدمت میں فقیر پر ملال آنے کو ہے

مدت حمل ۹ ماہ ۴ روز گزرنے کے بعد اس آفتاب جاہ و جلال انوار ذوالجلال ماحی
 بدعت نے بوقتِ مسعود شب جمعہ کو بتاریخ ۱۴ شوال ۱۷۹۹ھ برج حمل سے مطلع شہر ہند میں
 طلوع پایا۔ اور اپنے انوار جہاں آرا سے عالم و عالمیان کو منور کیا۔ برگل و غنچہ پر نور تھا۔ اور
 ہر شگوفہ و بوٹا رشکِ طور تھا۔

نور چشمِ مرتضیٰ پیدا ہوئے

جن کے تھے مشتاق سب شیخ و صبی

حائے شرع متین پیدا ہوئے

آیتیں ناطق ہوئیں قرآن میں

جس سے ہیں پر نور یہ چودہ طبق

عدل فاروقی میں آیا انجلاء

مرتضائی علم کا پھیلا ہے نور

ہیں وہ بیشک سایہ خاص خدا

قال صلی اللہ صبحی کالنجوم

مٹ گیا دنیا سے بے ریب و گمان

نائبِ خیر الوریٰ پیدا ہوئے

آج وہ پیدا ہوئے حق کے ولی

مجھے احکامِ دین پیدا ہوئے

وہ ہوئے پیدا کہ جن کی شان میں

ہے وہ ذاتِ احمدی اسرارِ حق

صدق صدیقی ہے اُن سے پُر ضیا

اور عثمانی حیا کا ہے ظہور

مظہر انوارِ پاک مصطفیٰ

اُن سے ہر سو ہو گئے روشن نجوم

اُن کے آتے ہی ضلالت کا نشان

اشنائے ولادت کے واقعات

آپ کی ولادت باسعادت کے وقت آٹھ واقعات پیش آئے۔ جس کی تفصیل

”روضہ قیومیہ“ میں اس طرح مندرج ہے:-

☆ — کل اولیائے امت نے جمع ہو کر آپ کی والدہ ماجدہ کو مبارک باد دی، اور آپ کے مدارج عالیہ بیان کئے۔

☆ — آپ کے والد ماجد نے آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو دیکھا کہ تشریف لا کر آپ کے کانوں میں اذان و تکبیر کہی اور آپ کے مدارج بیان فرمائے۔

☆ — آپ کے والد ماجد نے انبیاء مرسلین اور اولیاء کاملین اور ملائکہ مقربین کو مع ستر ہزار علم سبر و یکہا اور آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے سنا۔

☆ — شیخ عبدالعزیز خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ العزیز آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ملائکہ کا ہجوم ہے اور سب آپ کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔

☆ — شیخ ابوالحسن چینی قدس سرہ آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے آپ نے دیکھا کہ تمام انبیاء و اولیاء جمع ہیں۔ ایک بزرگ نے منبر پر چڑھ کر بیان کیا کہ جس قدر کمالات اس وقت تک نلیحدہ نلیحدہ اور اولیاء کو دئے گئے تھے، آپ کو ان سب کا مجموعہ عطا کیا گیا

☆ — آپ کی ولادت سے ایک ہفتہ تک مزار و مزار میر سب باجے بیکار رہے۔ بہت سے قوالوں مطربوں اور باب نشاط نے حیرت زدہ ہو کر توبہ کی۔

☆ — صوفیان اور باب سماع و سرود کو آپ کی ولادت سے ایک ہفتہ تک کیفیت مسدود رہی۔ کشف سے آپ کے فضائل اور مقامات عالی منکشف ہوئے۔ اسی بنا پر آپ کے ظہور کے بعد اس وقت تک کے باقی ماندہ اولیاء نے آپ کی طرف رجوع کیا۔

☆ — آپ کی ولادت کے دن اکبر بادشاہ کا تخت اوندھا ہو گیا۔ ہر چند سیدھا کیا گیا، مگر سیدھا نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایک دہشت ناک خواب دیکھا۔ ہیبت زدہ ہو کر منبروں سے بیان کیا تو انہوں نے تعبیر دی کہ کسی بزرگ کے ظہور سے آپ کے آئین میں تزلزل واقع ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

زمانہ طفولیت

مشابہت آنحضرت ﷺ آپ محتون پیدا ہوئے۔۔۔ آپ عام بچوں کی طرح کبھی گریہ و زاری نہ فرماتے تھے۔۔۔ ہر وقت خندہ پیشانی رہتے۔۔۔ کبھی بر بنہ نہ ہوتے۔۔۔ آپ کا بدن یا کپڑا کبھی نجس نہ ہوتا۔

حضرت مجدد اور حضرت شاہ کمال کی پھلی قادری علیہ الرحمہ

ایک مرتبہ زمانہ رضاعت میں آپ غلیل ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت سید شاہ کمال کی پھلی علیہ الرحمہ کو آپ پر دم دعا کرانے کی غرض سے بلا کر لائے۔ انہوں نے آپ کو ملاحظہ فرمایا اور جوش میں ذکر فرمایا:

”اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے، یہ عالم باعمل عارف کامل ہے۔ اور بہت سے بزرگ آپ اور مجھ جیسے اس کے دامن عافیت میں مستفید ہوں گے۔ تاقیامت اس کا نور روشن رہے گا۔ اکثر اولیاء امت اس کی عادت باسعادت کی خبر دے گئے ہیں۔ باخبر بزرگ اس کے ظہور کے منتظر اور چشم براہ تھے۔“

بعد میں شاہ صاحب نے محبت سے اپنی زبان مبارک آپ کے دہن مبارک میں دے دی۔ آپ نے بہت زور سے اس کو چوسا۔ شاہ صاحب نے فرمایا:

”اور طریقہ قادریہ کی تمام نعمت اس کو پہنچ گئی۔“

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا علم شریعت

اپنے والد ماجد سے استفادہ

ابتداء میں آپ نے کلام اللہ شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ حافظ ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے والد ماجد سے علم ظاہر کی تحصیل شروع کی۔ ابواب فتح و نشائش آپ پر مفتوح ہو گئے۔ تحقیق کا مادہ پیدا تھا۔ مسائل مشکاہ باسانی حل فرمانے لگے چند ہی روز

میں درسی علوم کتب ضروریہ کے درس سے آپ فارغ ہو گئے وکٹش عبارات میں بعض کتب پر حاشیے تحریر فرمائے۔

دیگر اساتذہ اور طریقہ کبرویہ کی اجازت

بعدہ دیگر علماء فحول مولانا کمال کشمیری سے سیالکوٹ جا کر عضدی وغیرہ چند کتب مشککہ کا مطالعہ فرمایا۔ کشمیر میں شیخ یعقوب صرنی سے جو قطب وقت شیخ حسین خوارزمی کے خلیفہ تھے۔ آپ نے کتب احادیث سنا کر سند حدیث پر اجازت طریقہ کبرویہ سہروردیہ حاصل فرمائی۔ قاضی بہلول بدخشانی تلمیذ شیخ الحدیث ابن فہد سے جو بالآخر آپ کے مرید ہوئے، خلافت پائی۔ تفسیر واحدی مع دیگر مؤلفات واحدی اور تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضا، اور صحیح بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ مشکوٰۃ المصابیح و ترمذی شریف مع شمائل اور جامع صغیر و قصیدہ بردہ اور حدیث مسلسل بالاولیت کی اجازت حاصل فرمائی۔ سترہ سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہو گئے اور بشارت ہوئی کہ:

”آپ طبقہ محمدین میں داخل کئے گئے۔“

اس کے بعد آپ مسند ہدایت پر متمکن ہوئے مختلف ممالک سے صد ہا طلباء جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ رات دن درس و تدریس کا مشغلہ تھا۔ حلقہ حدیث و تفسیر گرم رہتا تھا۔ بہت سے لوگ فارغ التحصیل ہوئے۔

ایک دو مرتبہ آپ کا دار الخلافہ اکبر آباد بھی جانا ہوا۔ ابوالفضل و فیضی سے ملاقات ہوئی۔ ان کو راہ راست پر لانے کے لیے تلقین فرمائی۔ بعدہ واپس وطن مالوف ہوئے۔

سند مصافحہ

آپ نے حاجی عبدالرحمن بدخشی سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے حافظ سلطان ادھی علیہ الرحمہ سے، انہوں نے شیخ محمود سے، انہوں نے شیخ عید معمن حبشی سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے، یہاں میں سے ایک صاحب جن ہیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا علم طریقت

والد ماجد سے خلافت

اولاً آپ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے اور آپ نے ان کی صحبت کیساتھ خاصیت کو لازم پکڑا۔ ریاضت اور عبادت میں مشغول ہوئے اور انہوں نے پندرہ (۱۵) سلاسل میں آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

دیگر کمالات اور نسبت فردیت

آپ نے حضرت مخدوم عالیہ الرحمہ ان کے مختصہ علوم تعلیم، کتب تصوف ”عارف المعارف“ اور ”فصوص الحکم“ حاصل فرمائی۔ اور نسبت فردیت و توفیق عبادات، جوان کو ان کے شیوخ سے پہنچی تھی، حاصل فرمائی۔ چنانچہ اس کو آپ نے اپنی کتاب ”مبدأ و معاد“ میں ذکر فرمایا ہے کہ:

”اس درویش کو دولت نسبت فردیت اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی، جوان کو ایک بزرگ قوی الجذبہ کثیر الکرامات (یعنی شاہ کمال کیستھلی قادری عالیہ الرحمہ) سے حاصل ہوئے۔ نیز اس درویش کو توفیق عبادات نافلہ کی امداد بھی اپنے والد ماجد سے ہی پہنچی۔ جوان کو ان کے چشتیہ طریق کے شیوخ سے حاصل ہوئی تھی۔“

والد ماجد کی طریقہ نقشبندیہ کی توصیف

حضرت مخدوم قدس سرہ نے طریقہ نقشبندیہ کے جو فضائل اپنے بزرگوں سے سنے اور کتب میں دیکھے تھے کہ اس بادیہ کی شاہراہ اور اس دائرہ کا مرکز طائفہ عالیہ نقشبندیہ کے ہاتھ آیا ہے، یہ ملک اس طریقہ کے بزرگوں سے خالی ہے۔ اور افسوس ہے کہ ہم کو اس سلسلہ عالیہ سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا۔

انفصیت طریقیہ نقشبندیہ

طریقت کے اصولوں میں یہ بات داخل ہے کہ مرید اپنے پیغمبر و سب سے افضل ہے۔
 ان فنون سے مراد جتنا ہے۔ اس سلسلہ کے پیغمبر اعلیٰ سیدنا حضرت ابو جبر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 ہیں۔ ان کی شان یہ ہے۔ افضل البشر بعد الانبیاء، ہاتھ تھیں۔ پس آپ کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنے
 سے شریعت و طریقت دونوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ — علاوہ ازیں اس طریقہ کے تمام اصول و
 نواقح میں جہاں سنت و جہتنباہ بدعت بدرجہ کامل ہے۔ — یعنی:

- ۱۔ — صحابہ ہارٹا سالیان ہے۔ —
- ۲۔ — انہیں کی حق، معاشرت و ایسے ہی اذکار و اشغال
- ۳۔ — وہی می سب نفس اور ہر دم کی حضوری
- ۴۔ — وہی آداب شیخ، وہی ہی ام ریاضتی
- ۵۔ — اور فیضان نیشہ اور کمالات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت کی بھی تعلیم
- ۶۔ — نہ اس میں چاہہ لشی ہے، نہ ذکر بالجہر
- ۷۔ — نہ سماع بامز امیر، نہ قبور پر روشنی، نہ خلاف و چادر اندازی
- ۸۔ — نہ نجوم عوارت، نہ جسد تعظیمی
- ۹۔ — نہ کو بھکانا، نہ بوسہ دینا
- ۱۰۔ — نہ تو حید و جودی و دعویٰ انا الحق و ہمہ اوست
- ۱۱۔ — نہ مریدوں کو پیروں کی قدم بوسی کی اجازت
- ۱۲۔ — نہ مرید عورتوں کی ان کے پیروں سے بے پردگی۔ —

جو نقشبند ہے وہ یقین حق پسند ہے
 واللہ ارجمند ہے ، وہ ارجمند ہے
 جس کے سبب سے مرتبہ اس کا دو چند ہے
 کس زور کس قیام سے ان کا سمند ہے
 سب سے سوا سارے میں انکے کند ہے

یا ماسلوں میں سلسلہ نقشبند ہے
 جس کو حصول سلسلہ نقشبند ہے
 طالب استواری ایمان ہے نصیب
 جو ان کہ شریعت غزا میں دیکھے
 ایوان معرفت کی ترقی کے واسطے

دہلی کا سفر اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ علیہ سے نیاز مندی

آپ کو ہمیشہ سے حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ کا شوق تھا۔ اس لئے آپ ہمیشہ بے چین و بے آرام رہتے تھے۔ کیونکہ آپ کے والد ماجد سن رسیدہ ہو گئے تھے۔ بوجہ ان کی خدمت کے آپ ان کی مفارقت گوارا نہ کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے والد نے ۱۰۸ھ میں وفات پائی۔ ۱۰۸ھ میں آپ نے حج کی غرض سے سفر کیا۔ جب آپ دہلی پہنچے۔ مولانا حسن کشمیری سے جو آپ کے دوستوں اور حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے مخلصوں میں سے تھے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ سے خواجہ صاحب کے کمالات کا اظہار کر کے ملاقات کرنے کے لئے تحریک کی۔ اور بیان کیا کہ:

”حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سلسلہ عالیہ نقشبند یہ میں فردو یگانہ ہیں، اور ہر چہار طرف دور دراز تک آپ کی نظیر نہیں۔ آپ کی ایک نظر میں طالبوں کو وہ فیض حاصل ہوتا ہے جو اور طریقوں میں بہت سے چلوں اور شاقہ ریاضت سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔“

چونکہ آپ نے اپنے والد ماجد سے سلسلہ عالیہ نقشبند یہ واکا بر سلسلہ کے حالات سنے اور کتابوں میں دیکھے تھے، اور اس نسبت کی قابلیت و استعداد آپ بوجہ اتم رکھتے تھے۔ آپ مولانا کے ہمراہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی یہ عادت نہ تھی کہ کسی سے کوئی اپنی خواہش ظاہر فرماتے۔ البتہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے آپ سے خلاف عادت خانقاہ شریف میں چند روز قیام کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ نے ایک ہفتہ قیام کا وعدہ کیا۔ لیکن رفتہ رفتہ ایک ماہ دو ہفتہ کی نوبت پہنچ گئی۔

طریقہ نقشبند یہ میں آپ کا فیض حاصل کرنا اور قلب کا جاری ہونا

ابھی دور روز بھی نہ گزرے تھے کہ آثار حضرت و کشش حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے نمودار

ہوئے، اور آپ پر شوقِ اناہت و اخذِ طریقہ خواجگانِ علیہ الرحمہ نے غلبہ کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ سے بیعت کے لیے درخواست کی۔ عرض کرنے کے بلا استخارہ (خلافِ عادت) حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے آپ کو خلوت میں طلب فرما کر مرید کیا۔ ذکرِ قلبی تعلیم فرمایا۔ آپ کا دل فوراً اذاکر ہو گیا، اور آرام و حلاوت و لذتِ ذکرِ قلبی و التذاتِ تمام حاصل ہوا۔ روز بروز ترقیاتِ عالیہ و عروجاتِ متعالیہ ظاہر ہوتے رہے۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا آپ پر خاص واقعات ظاہر فرمانا

چند روز کے بعد جب حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے آپ کے اندر آثارِ رشد و ارشاد و استعدادِ کاملِ معائنہ کئے۔ خلوت میں آپ سے وہ حالات اور واقعات بیان فرمائے۔ جو آپ پر کئی سال پیشتر گزرے تھے:

①

مرشدی حضرت خواجہ محمد آدم املنگی قدس سرہ العزیز نے جب احقر سے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان جاؤ، وہاں تم سے اس سلسلہ شریفہ کا رواج ہوگا۔ میں نے چونکہ اپنے آپ کو اس کے لائق نہ پایا، تو وضع کرنے لگا۔ آپ نے مجھے استخارہ کرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ حسب ارشاد استخارہ کیا تو ایک طوطی کو ایک شاخ پر بیٹھے ہوئے دیکھا میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ طوطی میرے ہاتھ پر آ بیٹھے تو مجھے اس سفر میں کشائش حاصل ہوگی۔ اس خیال کے لمحہ بعد وہ طوطی میرے ہاتھ پر آ بیٹھی اور میں نے اپنا لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ صبح کو میں نے یہ واقعہ حضرت کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

”طوطی ہندوستان کا پرندہ ہے پس تمہارے دامنِ تربیت سے ایک شخص نکلے گا کہ عالم اس کے نور سے منور ہوگا اور اس سے تمہیں فائدہ پہنچے گا۔“ میں اس واقعہ کو آپ کے حال پر منطبق پاتا ہوں۔“

جب ہم تمہارے شہر سرہند پہنچے تھے تو خواب میں دیکھا تھا کہ میں ایک قطب کے جوار میں اتر اہوں۔ مجھے اس کا حلیہ بھی بتایا گیا۔ میں صبح کو شہر کے گوشہ نشینوں اور درویشوں کی تلاش میں نکلا اور جن جن درویشوں کو دیکھا نہ وہ آثار پائے، اور نہ کسی میں علامات قطبیت ظاہر ہوئیں۔ میں نے کہا:

”شاید اس شہر کا کوئی اور شخص اس امر کی قابلیت رکھتا ہو۔ جو آئندہ ظاہر ہو۔ جب سے میں نے تم کو دیکھا حلیہ اس کے موافق پایا، اور اس کی قابلیت بھی میں نے تمہارے اندر معائنہ کی۔“

میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا چراغ میں نے روشن کیا اور اس کی روشنی ساعت بساعت بڑھتی گئی۔ لوگوں نے اس سے اور بہت سے چراغ روشن کئے۔ جب میں سرہند کے قرب و جوار میں پہنچا تو دشت و بیابان میں بہت سی مشعلیں روشن دیکھیں۔ اس واقعہ کو بھی میں تمہارے حالات سے متعلق سمجھتا ہوں۔

بالجملہ ان دو تین ماہ کے اندر جو کچھ آپ کو نینم و تربیت خواجہ خواجگان خواجہ بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سے حاصل ہوا۔ اس کی تحریر و تقریر زیادہ ہو قلم قاصر ہے۔

آپ کے بعض حالات خود آپ کے قلم سے

آپ نے ایک طالب کی تحریص و ترغیب کے لئے جو اپنا حال بیان کیا ہے وہ تبرکاً لکھا جاتا ہے:

”وَالْقَلِيلُ يَدُلُّ عَلَى الْكَثِيرِ“ جب اس درویش کو اس راہ کی ہوس پیدا ہوئی۔ تو عنایت الہی اس کی معین و مددگار ہوئی۔ کہ یہ فقیر ولایت پناہ، حقیقت آگاہ، ہادی طریق اندراج النہایت فی البدایت والی السبیل الموصل الی درجات

الولاية- مؤيد الدين المرضى شيخنا و امامنا محمد الباقي قدس سره السامی
کی خدمت میں پہنچا۔ جو خلفائے کبار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے ہیں۔

تعلیم ذکر اسم ذات

اول اس درویش کو آپ نے ذکر اسم ذات کی تعلیم کی اور بطریق عادت قدیمہ توجہ کی،
یہاں تک کہ فقیر کے قلب میں التذات تمام پیدا ہوا، اور کمال شوق و اشتیاق سے گریہ و زاری کرنے
لگا۔

مدہوشی و فناء

ایک روز کے بعد بحالت بے خودی ایک دریائے محیط اور صور و اشکال عالم اس دریا کے
سایہ میں نمودار ہوئے۔ رفتہ رفتہ اس کیفیت بخودی نے اور بھی غلبہ کیا۔ کبھی ایک پہر تک رہتی
اور کبھی دو پہر اور کبھی تمام شب۔ میں نے اپنے خواجہ صاحب کی خدمت میں یہ کیفیت بیان کی۔
تو آپ نے فرمایا کہ:

”تم کو ایک قسم کی فناء حاصل ہوئی ہے۔“

موج خاکی وہم و فہم و فکر ماست موج آبی محو سکر است و فناست

مقام ظلال و فناء الفناء

اس کے بعد آپ نے ذکر کرنے سے منع کر دیا لیکن موجودہ ذکر کی نگہداشت کیلئے
ارشاد فرمایا۔ پھر دو روز کے بعد مجھے فناء مصطلح حاصل ہوئی۔ میں نے خدمت والا میں کیفیت
عرض کی۔ ارشاد فرمایا کہ:

”تمام عالم کو ایک دیکھتے ہو اور واحد متصل پاتے ہو یا نہیں۔“

میں نے عرض کی۔ ”ایک پاتا ہوں“۔ فرمایا:

”فتائے فنا میں یہ بات معتبر ہے۔ کہ باوجود اتصال ابدان بے شعوری حاصل ہوئی۔“
اس رات مجھ پر بھی کیفیت گذری تھی۔ وہ سب میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی

اور کہا:

”میں اپنے علم کو نسبت حق سبحانہ تعالیٰ اب حضوری میں پاتا ہوں۔“

مرتبہ علمی

اس کے بعد سیاہ رنگ کا ایک نور ظاہر ہوا۔ جو تمام اشیاء کو محیط تھا۔ میں نے اس کی
کیفیت بھی عرض کی، تو ارشاد فرمایا کہ:

”انبساط جو اس نور میں دکھلائی دیتا ہے علم الہی ہے کہ بواسطہ تعلق ذات حق سبحانہ ان
اشیاء کے ساتھ جو بالاد و پستی میں واقع ہیں منبسط ہے لہذا اس انبساط کی نفی بھی کرنی چاہیے۔“
اس کے بعد اس نور منبسط میں انقباض ظاہر ہوا۔ اور تنگ ہونے لگا حتیٰ کہ صرف ایک
نقطہ کے برابر رہ گیا۔

مقام حیرت و حضور نقشبندیہ

فرمایا ”اس نقطہ کی بھی نفی کرنی چاہیے اور حیرت میں آنا چاہیے“ میں نے ایسا ہی کیا
چنانچہ وہ نقطہ بھی زائل ہو گیا اور حیرت ظاہر ہوئی کہ اس مقام پر خود بخود شہود حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔
میں نے یہ کیفیت عرض خدمت کی۔ تو فرمایا:

”یہی حضور نقشبندیہ ہے۔ اور نسبت نقشبندیہ اسی حضور آگاہی سے عبارت ہے

۔ اور اس حضور کو حضور غیبت بھی کہتے ہیں۔ یہی مقام اندارج النہلیۃ فی

البدلیۃ کا ہے۔ اس طریق میں طالب کو بجز داخل نسبت یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ اور

دوسرے طریقوں میں کسی کو اگر کچھ حاصل ہوتا ہے تو بڑے کسب و ریاضت اور محنت و

مجاہدہ سے۔“

اس فقیر کو یہ مقام ابتدائے تعلیم ذکر سے اندرون دو ماہ چند روز حاصل ہو گیا۔

مقام فناء حقیقی و شرح صدر

اس کے بعد پھر ایک روز فناء حاصل ہوئی۔ جسے فنا حقیقی کہتے ہیں اور دل میں اس قدر وسعت پیدا ہوگئی کہ تمام عالم عرش سے فرش تک اس کے پہلو میں رائی کے دانے کے برابر دکھائی دینے لگا۔

مقام حق الیقین و جمع الجمع

اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو اور ہر فرد عالم کو بلکہ ہر ذرہ کو حق دیکھا۔ ہر ذرہ کہ دیدیم جمال تو بدیدیم ہر جا کہ رسیدیم سر کوئے تو دیدیم

اس کے بعد ذرہ عالم کو الگ الگ اپنا عین دیکھا۔ اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو اس قدر منبسط اور وسیع پایا کہ تمام عالم بلکہ ایسے ایسے کئی عالم اس میں سما جائیں۔ میں نے اپنے آپ کو اور ہر ذرہ کو ایک نور منبسط پایا کہ اشکال و صور عالم اس میں مضمحل مثل لاشہ کے پائیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو مقسوم جمع عالم پایا۔ جب میں نے یہ کیفیت حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کی تو فرمایا:

”توحید میں مرتبہ حق الیقین یہی ہے، اور جمع الجمع عبارت اسی مقام سے ہے۔“

اس کے بعد صور و اشکال عالم کو جیسا کہ اول میں نے حق پایا۔ اس وقت موہوم پایا اور نہایت حیرت پیدا ہوئی۔ اور اس وقت مجھ کو ”فصوص الحکم“ کی عبارت جو میں نے حضرت والد ماجد سے سنی تھی، یاد آئی اور فی الجملہ تسکین بخش اضطراب ہوئی: هُوَ هَذَا اِنْ شِئْتَ اِنَّهُ اَيُّ الْعَالَمِ حَقٌّ وَاِنْ شِئْتَ اِنَّهُ خَلْقٌ وَاِنْ شِئْتَ اِنَّهُ حَقٌّ مِّنْ وَجْهِهِ وَخَلْقٌ مِّنْ وَجْهِهِ وَاِنْ شِئْتَ اِنَّهُ خَيْرَةٌ بَعْدَ التَّمْيِيزِ بَيْنَهُمَا (ترجمہ)

”تو چاہتا ہے کہ تو کہہ کہ عالم حق ہے۔ یا کہہ عالم خلق ہے یا کسی اعتبار سے حق اور

کسی اعتبار سے خلق یا امتیاز کرو دونوں میں کہ یہ بہترین مرتبہ ہے۔

وحدتِ مطلق میں جان خلق و خدا ایک ہے دیکھنا توحید ہے بولنا تر کر ادب
 پر ہے حقیقی دوئی عالم و حق میں ضرور اس کے سوا احمد اکھول نہ زہار لب
 صوفیہ کا یاد رکھ قاعدہ کلتیہ خلق نہ ہو جائے حق عبد نہ ہو جائے رب

مرتبہ فرق بعد الجمع

بعدہ میں نے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا، ارشاد فرمایا:

”ابھی تمہارا حضور صاف نہیں ہوا۔ تم اپنے کام میں مشغول رہو۔ یہاں تک کہ

موجود و موہوم کے درمیان تم پر تمیز ظاہر ہو جائے۔ میں نے فصوص الحکم کی وہ

عبارت جو شعر بعد تمیز ہے۔“

پڑھ کر سنائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

”شیخ نے جو لکھا ہے۔ وہ مرتبہ کمال کا حال نہیں ہے کیونکہ عدم امتیاز ابتدائی

مقامات میں سے ہے۔“

میں حسب الحکم اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اللہ عز و جل نے آپ کی توجہ سے کامل دوروز میں

موجود اور موہوم کے درمیان تمیز ظاہر کر دی یہاں تک کہ میں نے موجود حقیقی کو موہوم خیال سے

ممتاز فرمایا اور صفات و اقوال کو بھی موہوم محض پایا۔ اور خارج میں بجز ایک ذات موجود کے اور

کچھ نہ دیکھا۔

ذکر ثن مذکور تا گرد و عیاں نے کہ آن ذکرے کہ باشد بر زبان

جب یہ حالت میں نے عرض خدمت کی۔ تو ارشاد ہوا کہ:

”مرتبہ فرق بعد الجمع یہی ہے اور انتہا یہیں تک ہے۔ اس مقام کو مشائخ طریقت نے

مرتبہ تکمیل کہا ہے۔ انتہی کلامہ الشریف۔“

نسبتِ مُرادیت و محبوبیت

الحاصل آپ نے وقائق علیہ و وارداتِ مریضہ و احوال شریفہ بہت ہی تھوڑی مدت میں

حاصل فرمائے جو اور سالکوں کو برسوں میں بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔
 چیزے کہ انبیاء را حاصل نبود کل آن چیز بے مشقت آسان شدت ماوا
 حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ آپ میں نسبت محبوبیت و
 مرادیت ہے اور اس نسبت والوں کو بمقابلہ مریدیت و محبت کی نسبت والوں کے بلا محنت و
 مشقت بہت جلد سلوک طے ہوتا ہے۔

کَلِمٌ مَدَّ هَوْشَ لَنْ تَرَانِي حَبِيبٌ مَامُورٌ مِّن رَّانِي
 بہ ہیں چہ فرق ست در میانی میان ہر یک چنانکہ دانی

حضرت مجدد حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی نظر میں

چند ہی روز آپ کو حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں گزرنے پائے تھے۔
 کہ آپ کی نسبت انہوں نے اپنے ایک دوست کے خط میں یہ الفاظ تحریر فرمائے:
 ”شیخ احمد نام مردی ست از سرہند کثیر العلم و قوی العمل، روزے چند فقیر
 باداشت برخاست کرد و عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمودہ، ہاں ماند کہ
 چراغے شود کہ عالمہا از روشن گردد۔ الحمد للہ تعالیٰ احوال کاملہ او بمراقبہ یقین
 پیوستہ، و ایں شیخ مثاؤ الیہ برادران و اقربا دارد ہمہ مردم صالح و از طبقہ علماء چندے رادعا
 گوئے ملازمت کردہ از جواہر عالیہ دانستہ استعداد ہائے عجیب دارند و فرزندان آن شیخ
 کہ اطفال اند اسرار الہی اند با جملہ شجرہ طیبہ اند اَنْبَتُهُ اللّٰهُ نَبَاتًا حَسَنًا طَفْرَاءُ بَابِ
 اللّٰهُ وَلِهَآءِ عَجَبٌ دَارِنْدُ ”اتہی کلامہ الشریف“

(ترجمہ) ”اہل سرہند سے ایک بزرگ شیخ احمد ہیں بڑے فاضل اور کثیر العمل ہیں۔ فقیر نے
 چند روز انکی صحبت میں نشست و برخاست کر کے بہت سے عجائب و روزگار کا مشاہدہ کیا۔ وہ ایک
 چراغ ہیں۔ جو ایک عالم کو منور کریں گے۔ الحمد للہ فقیر کے یقین میں کمالات جاگزین ہو
 گئے۔ ان کے چند بھائی برادر بھی ہیں۔ جو سب کے سب نیک اور بزرگ ہیں۔ کئی عالم ہر وقت
 ان کی خدمت کیما خاصیت میں حاضر رہتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی صحبت میں بڑی بڑی

استعدادیں حاصل کی ہیں۔ شیخ کے صاحبزادہ جو ابھی بہت کم سن ہیں، اسرارِ الہی ہیں۔ شجرہ طیبہ خدائے تعالیٰ ان کی اچھی طرح سے نشوونما کرے۔ فقراء کے دل خدا سے ملنے کے دروازے ہیں۔“ فقط۔

حضرت خواجہ کے لئے آپ کی عقیدت

آپ فرماتے ہیں کہ جس روز میں حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور تعلیم طریقت شروع کی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ عنقریب حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے اس راہ کی انتہا تک پہنچائے گا۔ ہر چند میں اپنے نقص حال اور قصور اعمال پر نظر کر کے بھجوائے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

احتیاط کر کے ان خیالات کی نفی کرتا تھا لیکن کسی طرح میرے دل سے یہ خیال نہ جاتا تھا۔ بسا اوقات میری زبان پر یہ بیت جاری رہتی تھی۔

ازیں نور یکہ از تو بر دم تافت یقین دانم کہ آخر خواہمت یافت
اس کے بعد حضرت استغراق میں گئے اور نہایت عجز و انکسار سے آبدیدہ ہو کر
الحمد لله فرمایا، اور خاموش ہو گئے۔

آپ کو خواجہ صاحب کی جناب میں جو اعلیٰ اعتقادی تھی۔ اس کی کیفیت خود آپ نے اپنی کتاب ”مبدأ و معاد“ میں اس طرح تحریر فرمائی ہے:

”ہمارے حضرت خواجہ کے ساتھ ہر مرید اپنی اپنی لیاقت کے بموجب علیحدہ علیحدہ عقیدت رکھتا تھا۔ اور اسی کے بموجب ہر ایک فیض یاب ہوتا تھا۔ چنانچہ میرا عقیدہ یہ تھا کہ بعد زمانہ آنحضرت ﷺ ایسی صحبت اور تربیت و ارشاد سوائے حضرت خواجہ صاحب کے کسی کو نصیب نہیں ہوا ہوگا۔ پس ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ کو میرے اعتقاد کے بموجب فیضان حاصل ہوا۔“

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی آپ پر عنایت

ایک روز کا آپ ذکر فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اکثر اوقات از خود رنگی جو علامت فنائیت ہے مجھ پر طاری ہوتی تھی۔ اور حضرت علیہ الرحمہ نے میرے برادر طریقت شیخ تاج سنبھلی کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ جملہ مریدین سے ان کے کوائف و حالات دریافت کر کے آپ کی خدمت میں بیان کیا کریں۔ لیکن میرے لئے خاص طور پر یہ حکم تھا کہ بلا کسی کی وساطت کے میں اپنے حالات خود عرض کیا کروں۔ بلکہ بعض وقت خود حضرت یاد کر کے دریافت فرماتے تھے۔ مگر میں پاس ادب اکثر خاموش رہتا تھا۔ اور کچھ نہ کہتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک روز آپ نے خود فرمایا کہ:

”تم اپنے حالات کے بیان کرنے میں خاموش رہتے ہو۔ بیان کرنے میں کیوں تامل کیا کرتے ہو۔“

اور میں یہ خیال کیا کرتا تھا کہ:

”میں کیا ہوں، اور میرے حالات ہی کیا ہیں جو گوش گزار کروں۔“

آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

”بلا کم و کاست جو کچھ واقعات پیش آیا کریں۔ بیان کیا کرو۔“

اسی زمانہ میں اتفاقاً مجھے یہ ایک واقعہ پیش آیا کہ شیخ تاج کی طرف میں متوجہ ہوا اور تصرف کیا وہ بیخود ہو کر گر پڑے۔ آپ کے اصرار فرمانے پر یہ واقعہ میں نے ظاہر کیا۔ سنتے ہی آپ کا حال متغیر ہو گیا اور حاضرین جلسہ پر بہت دیر تک سکوت طاری رہا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سے خلافت

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے بارگاہِ حق سبحانہ تعالیٰ میں آپ جیسے قابل طالب اور لائق مرید کے تربیت پانے اور درجہ کمال تک پہنچنے کا شکر یہ ادا کیا۔ اور آپ کے کمالات اور حالات کے محامد انہ تعریف و توصیف کر کے نیک ساعت میں خلعت خلافت سے آپ کو سرفرازی بخشی۔ اور آپ کے وطن مالوف سرہند شریف کی طرف مرخص فرمایا۔ آپ بموجب

ارشاد پیر بزرگوار تربیت طالبین اور ہدایت سالکین میں مشغول ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں صد ہا طالبوں کو معارف پناہ خدا آگاہ کر دیا۔

دہلی کا دوسرا سفر اور حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی مزید عنایت

پھر آپ کے سینہ فیض گنجینہ میں شوق دیدار جمال با کمال مرشد برحق موج زن ہوا۔ اور بغرض حصول ملازمت آپ سرہند سے دہلی آئے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ آپ کی خیر مقدم کی خبر فرحت سن کر مع خدام کابلی دروازہ تک استقبال کیلئے تشریف فرما ہوئے۔ اور نہایت ہی اعزاز و احترام کے ساتھ اپنے نور نظر اعظم الخلفاء مروج الطریقہ کو اپنے ہمراہ خانقاہ شریف میں لا کر فروش کیا۔ یہاں پہنچ کر آپ کے کمالات اور حالات کو اس قدر عروج واقع ہوا کہ آپ کے استعداد عالی کے خصائص سے جو اسرار و معارف ظہور پذیر ہوئے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ خود اسی طرح سے اخذ فرماتے تھے۔ کہ جیسے کوئی شاگرد استاد سے حدیث نقل کرتا ہے۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے بعض خلفاء اور مریدین کے قلوب میں آپ کے جانب سے انکار پیدا ہوا فوراً حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے بقوت باطنیہ اس کا ادراک فرمایا۔

بندگانِ خاصِ علام الغیوب
در جہان جان جو ایس القلوب

اور حضرت اس پر غضبناک ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ:

”اگر تم اپنے ایمان کی بقا اور سلامتی چاہتے ہو تو ان کی جناب میں باادب اور باعقیدت رہو کہ وہ مثل آفتاب ہیں اور ان کے انوار میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔ یاد رکھو کہ اس امت میں جو چار بزرگ افضل ترین اولیاء ہیں یہ بھی انہیں میں سے ہیں۔“

بسا اوقات حضرت خواجہ علیہ الرحمہ آپ کو برسر حلقہ بٹھاتے اور خود مع اپنے خلفاء و مریدین کے آپ کے حلقہ میں مستفیدانہ شریک ہوتے۔ اور بعد فراغت الٹے پاؤں واپس ہوتے کہ آپ کی طرف پشت نہ ہو اپنے جملہ خدام کو بھی یہی ہدایت فرماتے کہ وہ اسی طرح ہمیشہ آپ کا ادب کیا کریں اور آپ کے رتبہ کو ملحوظ کر کے اپنے باطن کو آپ کی طرف متوجہ رکھیں۔

ایک مرتبہ آپ نے حضرت خواجہ سے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا کہ:

”اس غلامِ غلام کو حضرت کے اس طرز عمل سے نہایت ندامت اور شرمندگی ہے۔“

ارشاد ہوا کہ:

”ہم جو کچھ کر رہے ہیں، بموجب امر الہی ہے۔ جس کی تعمیل پر ہم غیب سے مجبور ہیں۔“

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے ایک مرید خواجہ بیگی پر زیادہ عنایت مبذول ہوئی۔ یہ وفور شفقت ان سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

”جب امام ربانی صاحب سرہند سے تشریف لائیں تو تم مجھ کو یاد دلانا، میں تم پر

ان سے توجہ کراؤں گا۔ ہفتہ عشرہ ہی میں تمہارا کام بن جائے گا۔“

جب آپ دہلی تشریف لے گئے تو حسب الارشاد حضرت خواجہ علیہ الرحمہ، آپ نے

توجہ فرمائی۔ دو ایک ہی توجہ میں خواجہ بیگی فائز المرام اور کامل العرفان ہو گئے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ حجرے میں آرام کر رہے تھے کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ آپ

کے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ خادم نے چاہا کہ آپ کو بیدار کر دے۔ حضرت خواجہ نے منع

فرمایا اور خود حجرہ کے دروازہ کے پاس آپ کی بیداری کے انتظار میں کھڑے ہو گئے باوجودیکہ

آپ گہری نیند سو رہے تھے۔ فوراً اٹھ بیٹھے اور چار پائی سے نیچے اتر آئے۔

حالت من خواب را ماند گہے خواب پندار و مر اور اگر ہے

گفت پیغمبر کہ عینای قنّام لاینام القلب عن ربّ الانام

اور مضطرب الحال ہو کر دریافت فرمانے لگے کہ: ”باہر کون صاحب ہیں؟“ حضرت خواجہ علیہ

الرحمہ نے ارشاد فرمایا: ”فقیر محمد باقی ہے۔“ آپ فوراً ہی حاضر خدمت مبارک ہو گئے۔

سرہند شریف کو واپسی

جس قدر نعمت باطنی اور نسبت ہائے عالیہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کو حاصل تھیں، ایثار کر

کے سب آپ کو عطا فرمائیں اور لوای ارشاد آپ کے سر مبارک پر رکھ کر تمام خلفاء کی ہدایت اور

مریدین کی تربیت آپ کے حوالہ کی۔ بعدہ آپ کے وطن مالوف کی طرف آپ کو رخصت فرمایا۔ مدت تک آپ سالکین راہِ خدا طالبین طریقِ صدق و صفا کی تعلیم و تربیت میں مشغول اور وہ آپ کی صحبتِ کیمیا خاصیت کے فیض و برکات سے مستفید رہے۔ آپ اس زمانہ میں اپنے حالاتِ عظیمہ اور مقاماتِ عالیہ کی کوائف اور ترقیاتِ مریدین و طالبین کے حالات سے اطلاع دے کر اپنے پیر بزرگوار سے تصحیحِ حالات فرماتے تھے۔ پیر بزرگوار آپ کے حالات کی قبولیت کی بشارت دے کر اپنے زیر تربیت سالکوں کی کوائف ذکر و شغل سے آپ کو مطلع فرماتے اور ان کے بعض حالات کی کیفیات کو آپ سے استفسار فرماتے تھے۔ آپ ان کی قابلیت اور ترقیات کا وہیں سے ادراک کر کے جوابات صحیحہ تحریر فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ آپ کے ادراک اور کشفِ صحیح کی تعریف و توصیف تحریر فرماتے تھے۔

آپ اور حضرت خواجہ کے آداب

باوجودیکہ آپ ایسے مقاماتِ بلند و مراتبِ ارجمند سے سرفراز تھے مگر اپنے پیر بزرگوار کی ایسی رعایتِ ادب کرتے تھے کہ اس سے اور زیادہ متصور نہیں ہو سکتی۔ صاحب ”زبدۃ المقامات“ لکھتے ہیں کہ ”حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ حسام الدین اپنے پیر بھائی حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ علیہ کی بہت سی تعریف و توصیف کرنے کے بعد بیان فرماتے تھے کہ آپ باوجودِ علو مرتبت و کثرت فضیلت اپنے پیر دستگیر کے آداب کی کمال رعایت کرتے ہیں۔ حضرت کے مریدوں میں آپ جیسا باادب نہ کوئی خلیفہ تھا اور نہ کوئی مرید۔ یہی وجہ ہے کہ اور سب سے زیادہ برکات آپ کو نصیب ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز کا وہ ذکر کرتے ہیں کہ میں بموجب ارشاد حضرت خواجہ علیہ الرحمہ آپ کے بلانے کیلئے گیا۔ جونہی میں نے آپ سے کہا کہ حضرت یاد فرماتے ہیں۔ آپ کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور خوف و بیم سے اس قدر مضطرب ہوئے کہ تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا۔ اس وقت مجھ کو صوفیائے کرام کا وہ مقولہ یاد آیا کہ:

”نزدیکان را بیش بود حیرانی۔“

خرقہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عنایت اور شاہ سکندر قادری سے آپ کو خلافت

گذشتہ صفحات میں مذکور ہوا کہ قطب الوجود حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا خرقہ مبارک اپنے جانشین صاحبزادہ حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہ العزیز کو آپ کے حوالہ کرنے کے لئے تفویض فرمایا تھا۔ اور آپ کے جانشینوں میں یکے بعد دیگرے امانت چلا آتا تھا، وہ اسی سال آپ کے حوالہ کیا گیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سکندر قادری قدس سرہ العزیز سے ان کے دادا حضرت شاہ کمال کبھلی نے خواب میں ظاہر ہو کر فرمایا کہ:

”اس خرقہ مبارک کے وارث جن کے لئے حضرت غوث پاک نے وصیت فرمائی تھی، شیخ احمد سرہندی ظاہر ہو گئے ہیں ان کے حوالہ کر دو۔“

انہوں نے خرقہ شریف کے تفویض کرنے میں یہ خیال کر کے تامل کیا کہ گھر کی نعمت گھر میں ہی رہے تو بہتر ہے۔ آپ نے پھر دوبارہ ظاہر ہو کر تاکید فرمائی۔ پھر بھی انہوں نے ٹالا، تیسری مرتبہ بحالت غضب ناکی ظاہر ہو کر متنبہ فرمایا کہ:

”اگر تم اپنی خیریت اور نسبت کی سلامتی چاہتے ہو تو خرقہ مبارک اس کے وارث کے حوالے کر دو ورنہ تمہاری نسبت و کرامت سب سلب کر لی جائیگی۔“

شاہ سکندر ہیبت زدہ ہو کر خرقہ شریف لے کر آپ کی خدمت میں تشریف لائے۔ آپ بعد نماز صبح حسب عادت حلقہ ذکر و توجہ میں مشغول مراقبہ فرما رہے تھے۔ آپ جب فارغ ہوئے شاہ صاحب نے خاندان عالیہ قادریہ کی خلافت آپ کو عطا کی۔ اور خرقہ مبارک آپ کے لئے تفویض فرمایا۔ آپ نے زیب تن مبارک کیا۔ نسبت قادریہ نے آپ پر غلبہ ذرا ستیلا کیا۔ نسبت نقشبندیہ مغلوب ہو گئی بعد نسبت قادریہ کو غلبہ ہو گیا۔ کئی مرتبہ ایسا ہی ہوتا رہا۔

ارواح اولیاء کی آمد اور آپ کے لیے مسابقت

اس اثناء میں ارواح مبارک حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امیر

المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مع بزرگان سلسلہ تشریف فرما ہوئے۔ ان کے بعد روح پر فتوح حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند و حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما مع بزرگان سلسلہ تشریف فرما ہوئے۔ دونوں حضرات میں باہم اشارات ہوئے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچپن میں بواسطہ ہمارے پوتے سید شاہ کمال قادری کے، ان کی زبان چوس کر کامل فیض نسبت حاصل کیا ہے۔ لہذا ان پر ہمارے سلسلہ کی خدمت اور اشاعت کا بڑا حق ہے۔“

حضرت خواجہ نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

”ہمارے طریق کا استحقاق اسی وجہ سے ان پر زیادہ ہے کہ بتوسط ہمارے خلیفہ خواجہ باقی باللہ کے حضرت خاتم الرسل ﷺ کی امانت معبودہ انہوں نے پائی ہے۔“

دونوں بزرگوں کی ارواح طیبات میں یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ارواح مقدسہ اکابر سلسلہ چشتیہ بھی تشریف فرما ہوں، انہوں نے بھی اپنا دعویٰ مع دلیل پیش فرمایا کہ:

”آپ کے بزرگوں کی نسبت آبائی واجدادی ہمارے سلسلہ کی ہے اور آپ نے ہمارے ہی آغوش پرورش میں نشوونما پایا ہے، سب سے پہلے ہمارے ہی سلسلہ کی خلافت حاصل کی ہے لہذا ہمارے سلسلہ کا حق سب سے زیادہ ہے۔“

اسی طرح ارواح عالیہ سہروردیہ کبرویہ طریق کے مشائخ عظام کی بھی تشریف فرما ہوئیں، انہوں نے بھی اپنا دعویٰ مع دلیل پیش کیا۔ غرض کہ قاطبہ جمع سلاسل کے پیشرو مشائخ کا اجتماع ہو گیا۔ اور امر بابہ النزاع میں رد و بدل شروع ہوا۔ ہر ایک سلسلہ کے بزرگ آں جناب کی نسبت اپنے سلسلہ کے لیے خواہش کر رہے تھے۔ کہ آپ انہیں کے سلسلہ کے شیخ قرار دئے جائیں۔

سرہند شریف میں اولیاء اللہ کا ہجوم اور آنحضرت ﷺ کا فیصلہ

مولانا ہاشم کشمی اور مولانا بدرالدین اپنی اپنی تواریخ میں رقمطراز ہیں کہ اس وقت اولیاء امت کا سرہند میں ایسا ہجوم ہوا تھا کہ شہر اور نواح شہر کے دیہات و قصبات کے کوچہ و بازار ارواح اولیائے کرام سے پُر ہو گئے۔ ۱۱ شعبان ۱۰۱۰ھ کی صبح سے آخر وقت نماز ظہر تک یہی معرکہ رہا۔ بالآخر معاملہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی جناب میں فیصلہ کے لئے پیش ہوا اور خورشید رسالت نے ہر ایک بزرگ کو تسلی اور دلاسا دیکر فیصلہ فرمایا کہ:

”آپ سب بزرگوں اور اپنی اپنی کمالات نسبت تمام کمال اس بزرگ کے حوالہ کر دیں کہ یہ سب سلسلوں میں داخل ہو جائیں اور تم سب کو علی التسادی اجر کا حصہ ملے۔“

مگر چونکہ سلسلہ نقشبندیہ خیر البشر بعد الانبیاء یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اور اس میں اتباع شدت سنیہ واجتناب بدعت نامرضیہ سب سے زیادہ ملحوظ ہے۔ لہذا یہ سلسلہ خاص خدمت تجدید سے زیادہ تر مناسبت رکھتا ہے۔ پس یہ سلسلہ اور سلسلہ قادریہ و سہروردیہ سپاس خاطر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان سے زیادہ تر و توج پائیں گے، اور دوسرے سلاسل کبرویہ چشتیہ بھی ان سے مروج ہوں گے۔

جملہ سلاسل کی طریقہ مجددیہ میں شمولیت

پس جمیع مشائخ عظام نے اپنے اپنے کمالات اور نسبتیں آپ میں القا فرمائیں۔ آپ نے سب کو اپنے طریق میں امتزاجاً شامل کیا اور ان کو اپنی نسبت خاصہ سے جو جناب باری تعالیٰ سے بواسطت رسالت پناہی ﷺ آپ کو خصوصیت سے عطا ہوئے تھے، مندرج فرمایا۔ پس طریقہ مجددیہ تمام امت کے اولیاء کے سلسلوں کو جامع ہے۔ اور اس طریق کے سالکوں کو ہر ایک سلسلہ کے اولیاء کا فیض حاصل ہوا ہے۔ اور سب سلسلہ کے مشائخ کی عنایت اس کے شامل حال ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرات قیوم اربعہ جملہ سلسلوں میں مرید فرماتے تھے۔ مگر آپ کے بعد بلحاظ

اتباع شرع شریف، سوائے نقشبندیہ و قادریہ طریقوں کے اور طریق میں مرید کرنے کی ممانعت ہوگئی کہ بعض طریق میں سماع بھی درست ہے اور اس طریقہ میں ممنوع۔

بشد ممنوع از آیات و تفسیر

رباب و نغمہ و جملہ مزامیر

تعلیم نسبت قادریہ

ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک طالب صادق نے ذوق کیفیت طریقہ قادریہ کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے ان کو اپنی صحبت میں رہنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ وہ صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ آپ ان پر نسبت اکابر قادریہ کا اضافہ کرنے لگے۔ جب اس کو دو تین روز گزر گئے آپ کے اجل مریدین نے جو خوانِ نعمت نقشبندیہ کے ریزہ چین تھے، اپنے احوال میں بستگی دیکھی۔ چاروناچار ان میں سے ایک صاحب نے اس بستگی اور قبض احوال کی آپ سے شکایت کی کہ ”میں دو تین روز سے اپنی نسبت کو بیگانہ پاتا ہوں۔ نہیں معلوم مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا۔“ دوسرے درویش نے بھی آکر اسی طرح کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا:

”تم سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا۔ اس بستگی کی وجہ یہ ہے کہ تم انوار اکابر نقشبندیہ رضی اللہ عنہم سے اقتباس کرتے ہو۔ میں ان صاحب کو دو تین روز سے نسبت اکابر قادریہ پہنچا رہا ہوں“ اس کے القا کا راستہ کھل رہا ہے۔ چونکہ تم اس نسبت سے مناسبت نہیں رکھتے ہو، لامحالہ معطل ہو۔ جب ہم انہی سیر کو اکابر خواجگان نقشبندیہ کی طرف رجوع کریں گے تو بستگی تمہاری دور ہو جائے گی۔“

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دہلی کا تیسرا سفر اور آپ کے متعلق حضرت خواجہ کے ارشادات

جب آپ تیسری مرتبہ سرہند سے دہلی آئے تو حضرت خواجہ غایب الرحمہ نے بطور کشف ادراک فرما کر ارشاد فرمایا کہ:

”اب میرے بدن میں آثار ضعف اور ناتوانی بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور اب حیات کی امید کم باقی ہے۔“

اپنے صاحبزادگان خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد عبید اللہ کو جو اس وقت شیر خوار تھے۔ آپ کے روبرو پیش کر کے القاء توجہ کے لیے ارشاد فرمایا:

”آپ اپنے مخدوم زادوں پر توجہات فرمائیں۔“

اس کا اثر حضرت خواجہ علیہ الرحمہ پر بھی ظاہر ہوا۔ بعدہ آپ نے حسب الارشاد والد مخدوم زادگان پر غائبانہ توجہ فرمائی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے آپ کی شان میں یہ فرمایا کہ:

① میاں شیخ احمد کے طفیل سے ہم کو معلوم ہوا کہ توحید و جود کی ایک تنگ کوچہ ہے، اور شاہراہ طریقت آدرہ ہی ہے۔

② میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں، اور ہم جیسے کتنے ستارے ان کی روشنی میں گم ہیں۔

③ ہماری اور میاں شیخ احمد کی تمثیل خواجہ ابوالحسن خرقانی اور ان کے مرید عبید اللہ انصار کی ہے کہ اگر پیر زندہ رہتے تو اپنے مرید کے مرید ہوتے۔

④ میاں شیخ احمد کمال مرادوں اور محبوبوں میں سے ہیں۔

⑤ میاں شیخ احمد کی مانند آج زیر فلک کوئی نہیں ہے۔

⑥ بعد صحابہ و تابعین میاں شیخ احمد کے مماثل معدودے چند بزرگ گزرے ہیں۔

⑦ میاں شیخ احمد جامع قطبیت ارشاد و مدار ہیں۔

⑧ الحمد للہ ہماری تین چار سال کی صحبت رائیگاں نہیں گئی۔ شیخ احمد جیسے عزیز الوجود شخص نے تربیت پائی۔

⑨ شیخ تاج آپ کے پیر بھائی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے آپ کے موسومہ بعض مکاتیب میں جو الفاظ عزیز متوقف (بعضے سلوک میں

رکا ہوا شخص) تحریر کر کے اس کا چارہ کار دریافت کیا۔ عزیز اس سے مراد خود ذات

بابرکات حضرت پیر و مرشد تھے۔

آپ کے نام حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے بعض خطوط

ان ارشادات کے علاوہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے آپ کے نام جو مکتوب تحریر کئے ہیں، ان سے آپ کے مدارج عالیہ کے کمال کا اظہار ہوتا ہے۔ صرف دو مکتوبات بمع ترجمہ بطور تبرک اس جگہ نقل کئے جاتے ہیں:

①

حق سبحانہ باعلیٰ مرتبہ کمال برساند

وَلِلْأَرْضِ مِنَ كَأْسِ الْكِرَامِ نَصِيبٌ

تکلفے نیست آنچہ حقیقت آن نوشتہ می شود، پیر انصار قدس سرہ می فرمود من مرید خرقانیم لیکن اگر خرقانی دریں وقت می بود باوجود پیریش مریدی من میگرد۔ ہر گاہ صفت آن بے صفتاں این باشد۔ گرفتاران آثار صفات چرا جان فدائے لوازم طلب گاری نکتہ و از ہر کجا بویے بمشام ایشاں رسد در پئے آن نردند۔ اکنوں تا مل و اہمال مانہ از استغنائی و بے نیازی است موقوف باشارت است۔

گر طمع خواہد زمن سلطان دین

خاک برفرق قناعت بعد ازین

بارے نسخہ حال و ارادہ ما این است خدائے عزوجل بر آنچہ می باید مہتدائے گرداناد و از عجب و پنداری مخلصی بخشاد۔ و بقیہ المقصود جناب سیادت مآب امیر صالح نیشاپوری سلمہ اللہ اظہار طلب نمودند چون وقت مقتضی اس نبود تضحیح اوقات ایشاں داون از مسلمانی نہ نمود لاجرم بہ صحبت شام فرستادہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بقدر استعداد بہرہ مند میگردد توجہ و لطف کامل یا بند والدعاء۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ آپ کو کمال کے اعلیٰ امراتب پہنچائے اور بزرگوں کے پیالہ میں زمین کا بھی حصہ ہوتا ہے۔ جو حقیقت حال لکھی جاتی ہے۔ پیر انصار قدس سرہ

فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت وہ موجود ہوتے تو باوجود پیری وہ میرے مرید ہوتے۔ جبکہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو آثار صفات کے گرفتار کس طرح سے اس جاں فدائی کی طلبگاری نہ کریں، اور جہاں کہیں سے اُن کے دماغ میں خوشبو پہنچے اس کا پیچھا نہ کریں۔ اب دیر و تامل ہمارا بے پروائی اور بے نیازی سے نہیں ہے بلکہ موقوف اشارہ پر ہے۔

گر طمع خواہد زمن سلطان دین

خاک بر فرق قناعت بعد ازین

اب تو موقع بھی ایسا ہے اور ارادہ بھی یہی ہے کہ خدا اس کو مہیا کر دے۔ اور غرور اور خود پسندی سے نجات دے۔ جناب سیادت مآب پیر صالح نیشاپوری نے اپنے باقی ماندہ مقصود کی طلب کا ظاہر کیا، جبکہ وقت اس کا مقتضی نہ تھا۔ ان کے اوقات کا ضائع کرنا مسلمانی سے بعید معلوم ہوا۔ لہذا ان کو آپ کی صحبت میں روانہ کیا گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بموجب اپنی استعداد کے بہرہ یاب ہوں گے، اور کامل توجہ اور مہربانی حاصل کریں گے۔ والسلام۔

حضرت مجدد عالیہ الرحمہ نے اس مکتوب شریف کا نہایت عاجزی اور انکساری سے جواب ادا کیا تھا۔ جو آپ کے مکتوبات شریف کی جلد اول میں موجود ہے۔ دوئم خط کئی ماہ کے بعد حضرت خواجہ عالیہ الرحمہ نے آپ کے نام ارقام فرمایا تھا۔ وہ بھی مع ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

②

اللہ تعالیٰ فقراء و مساکین در ماندہ را از برکات برگزیدگان بدر بانی برسانا!
مدنیست کہ عرض نیاز مندی بدر گاہ ولایت نکرده ام۔ آرے این یک کلمہ راقاصدان
صادق حامل سے تو انشد الحمد لله این قسم خود صورت می بندد و دیگر چه نویسم سخن
درویشان بحضرت شاموشتن نہایت بے شرمی است حکایت اوضاع صور بہ بسیار

بجا الغرض مارا حد خودی باید دانست و از فضول احتراز باید کرد۔ والدعاء

(ترجمہ) ”اللہ تعالیٰ فقراء اور مساکین کو اپنے برگزیدوں کی برکت سے دربانی تک پہنچادے۔ مدت کندی کہ درگاہ ولایت پناہ میں عرض نیاز مندی نہیں کی، ہاں اس کلمہ کو سچائی اٹھانے والے قاصداٹھا سکتے ہیں۔ الحمد للہ کہ یہ قسم خود صورت پیدا کرتی ہے اور اس کے سوا اور کیا لکھوں۔ درویشوں کی باتیں آپ کی خدمت میں لکھنا نہایت بے شرمی ہے، اور ظاہری وضع کی باتیں لکھنا بہت ہی بے جا ہیں۔ الغرض ہمیں اپنی ضد جانتی چاہیے اور فضول سے احتراز کرنا چاہیے۔ اور دعا۔“

سرہند شریف کو واپسی اور سفر لاہور

اس کے بعد آپ اپنے وطن مالوف کی طرف مرخص ہوئے۔ اور بموجب ارشاد پیر بزرگوار چند روز وہاں قیام فرما کے عازم شہر لاہور ہوئے۔ آپ کے فیضان علم اور کمالات تام کی بڑی شہرت ہوئی۔ عمائد، علماء حضرت مولانا جمال الدین تلوی اور دیگر فضلاء مثل مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی وغیرہ آپ کے حلقہ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے۔ اور اکثر مشائخ وقت نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ مولانا جمال الدین تلوی کو آپ سے بیعت کرنے کے یہ واقعات پیش آئے کہ وہ منکرین مسئلہ وحدۃ الوجود تھے۔ آپ کی خدمت میں مباحثہ کی غرض سے آئے تھے۔ آپ نے خلوت میں لے کر ایک آن کی آن میں مقام توحید ان کو دکھا دیا۔ اسی وقت ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور آپ کے مرید ہوئے۔

بہ بود از صد معرف اے صفی

دروروں یک ذرہ نور عارفی

حضرت خواجہ عالیہ الرحمہ کی خبر وصال اور آپ کی لاہور سے روانگی

آپ لاہور میں مقیم اور سرگرم حلقہ ذکر و شغل تھے۔ کہ خبر وحشت ملی کہ حضرت خواجہ عالیہ الرحمہ کا کچھ دنوں کی علالت کے بعد بتاریخ ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۰ھ دہلی میں وصال ہوا۔ آپ

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ط کہتے ہوئے بے اختیار بحالتِ اضطراب وہاں سے دہلی کو روانہ ہوئے۔ گوراستہ میں شہر سرہند واقع ہوا اور مکان آیا، مگر آپ گھر تک نہ گئے۔ بغیر اپنے اہل و عیال سے ملے شبانہ روز چل کر دہلی پہنچے۔ اور مزار مرشد برحق کی زیارت کی۔ آپ نے مخدوم زادوں اور پیر بھائیوں کو صبر و لاسا دلایا۔ سب نے دہلی میں قیام فرمانے کے لیے آپ سے التماس کی۔ آپ نے چند روز قیام فرما کر ان کے شکستہ دلوں کو مراہم عنایت سے تشفی بخشی۔ تربیت و ارشاد سلوک کو بمقابلہ عہد حضرت پیر مرشد قبلہ بہت زیادہ فروغ ہوا۔ بموجب وصیت حضرت خواجہ علیہ الرحمہ مریدین و خلفاء خواجہ آپ کے حلقہ ذکر میں مثل مریدین کے شریک ہو کر استفادہ کرتے اور آداب عقیدت نیاز مندانہ بجالاتے۔

بعض ناتجربہ کار پیر بھائیوں کی ایک حرکت

اس درمیان میں بعض حاسدوں یا ناتجربہ کار مریدوں نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے جناب مجدد علیہ الرحمہ سے استفادہ فرمانے پر نکتہ چینی شروع کی۔ جو آپ کے خلاف مزاج ہوئی اور بعض خام کار پیر بھائی آپ سے منحرف ہو گئے۔ ہر چند کہ آپ نے وعظ و پند سے ہدایت فرمائی، لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ نے بعض کی نسبت اور کمالات سلب فرمائے۔ پھر بھی کوئی متنبہ نہ ہوا۔ اس کے بعد آپ راہی وطن شریف ہوئے۔

خطا کاروں کی توبہ اور معذرت

شیخ تاج الدین سنبھلی نے جو حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ اور ان منحرف لوگوں کے سرغنہ تھے۔ اپنی نسبت کو سلب پا کر آپ کے خلاف ختم پڑھنے شروع کئے۔ ان پڑھنے والوں میں سے ایک شخص نے جو صاحب کشف تھا یہ دیکھا کہ ہم میں سے ہر ایک نے ایک ایک چراغ روشن کیا۔ ناگاہ تند ہوا کا جھونکا آیا، بجلی چمکی۔ یک لخت سب چراغ بجھ گئے اور غیب سے ندا آئی کہ:

”حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ کے مخالفین کے حساد کے یہ چراغ تھے۔ جو آنحضرت ﷺ کی عتابی توجہ سے خاموش اور نیست و نابود کر دئے گئے۔“

یہ واقعہ پیش آتے ہی سب منکرین حیران و سرگردان رہ گئے۔ خود شیخ تاج الدین نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان محفل ہے۔ اکابر اولیاء اس میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز صدیقین ہیں، ان میں سے ایک بزرگ نے شیخ سے خطاب فرمایا کہ:

”تمہاری نسبت کی سلب اور بربادی کا باعث (حضرت مجدد صاحب کی طرف اشارہ کر کے) ان کی مخالفت ہے۔“

شیخ تاج کے علاوہ اس قسم کی خوابیں اوروں کو بھی ظاہر ہوئیں۔ الحاصل شیخ تاج نے خلیفہ خواجہ حسام الدین اور احمد مولانا محمد ملح کو جو حضرت خواجہ کے داماد تھے۔ نہایت تضرع کے ساتھ اپنی نعلطی سے آگاہ اور خواب کی کیفیت سے مطلع کر کے استدعا کی کہ:

”سب کی طرف سے آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے معافی کی درخواست کریں۔“

خطا کاروں کے قصور کی معافی

خواجہ حسام الدین احمد نے بھی مراقبہ میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ رونق افروز ہیں اور خطبہ فرما رہے ہیں۔ اس خطبہ میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی تعریف و توصیف کر کے آپ کی مجددیت اور قومیت کی تصدیق فرما رہے ہیں۔ آپ نے اس واقعہ کا بھی اپنے ان منکر پیر بھائیوں سے ذکر کیا۔ سب نے توبہ و استغفار کر کے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی طرف رجوع کیا۔ شیخ تاج نے ایک درخواست اپنی اور دیگر پیر بھائیوں کی خطا کی معذرت کے متعلق آپ کی خدمت میں تحریر کی، حضرت مجدد علیہ الرحمہ جب حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے عرس کی تقریب میں دہلی تشریف لائے۔ شیخ تاج الدین مع کل منکرین ننگے سر اپنی اپنی دستاریں اپنے اپنے گلوں میں ڈالے ہوئے آپ کے استقبال کیلئے دہلی سے کئی میل تک حاضر ہوئے۔ اور اپنے قصور کی صدق دلی سے معافی چاہی۔ آپ نے براہ اخوت سلسلہ ترحم فرما کر کے سب کے قصورات کو معاف فرمادیا۔

قطبوں میں اور غوثوں میں وہ ارجمند ہے

کیا اولیاء ہیں شانِ مجتہدِ دہلی

دروازہ جس پہ فیض الہی کا بند ہے
ہاں انکا دو جہاں میں رتبہ بلند ہے
کیا مستند یہ سلسلہ نقشبند ہے

منکر ہے شیخ احمد سرہندی کا وہی
جو اعتقاد رکھتے ہیں انکی جناب میں
صدیق سے عروج و مجد وہ ہے نزول

آپ کے شیوخ اور سلاسل

آپ نے پانچ مرشدوں سے فیض پایا اور خلافت حاصل کی:

① حضرت شیخ یعقوب صرنی کشمیری علیہ الرحمہ:

ان سے آپ نے سوائے تحصیل علم ظاہری، طریقہ کبرویہ سہروردیہ میں خلافت بھی
پائی۔ شجرہ حسب ذیل ہے:

یعقوب صرنی - کمال الدین حسین خوارزمی - حاجی محمد خیوشانی - شاہ بندواری - رشید
الدین - امیر عبداللہ - خواجہ اسحاق جیلانی - سید علی ہمدانی - شیخ محمود مراد قانی - علاؤ الدولہ
سمانی - شیخ عبداللہ مغربی - شیخ احمد جوزقانی - شیخ علی الاعلیٰ - شیخ مجدد الدین بغدادی - شیخ نجم
الدین کبریٰ، الخ۔

② حضرت حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزی علیہ الرحمہ:

ان سے آپ نے مصافحہ کیا اور انہوں نے اپنے شیوخ سے - پس سند مصافحہ حسب
ذیل ہے:

حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزی - حافظ سلطان ادھی معمر ۱۱۰ سال -
شیخ محمود شیخ سعید معن حبشی - آنحضرت ﷺ -

نوٹ: - ان میں سے ایک صاحب جن ہیں۔

③ حضرت مخدوم عبدالاحد رحمہ اللہ علیہ آپ کے والد ماجد:

ان سے پندرہ طریقوں میں خلافت پائی - شجرات حسب ذیل ہیں:

☆ — سلسلہ فاروقیہ — یہ آپ کا جدید سلسلہ ہے - اس کا شجرہ بعینہ آپ کا

نسبی شجرہ مذکورہ جو ہر اول ہے۔

☆ — سلسلہ سری سقطیہ — یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے اس میں آپ کی سترہویں پشت کے دادا خواجہ سلمان بن مسعود نے سری سقطی علیہ الرحمہ (خلیفہ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ) سے خلافت پائی ہے اور ان کا شجرہ مشہور ہے۔

☆ — سلسلہ سہروردیہ شہابیہ — یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے۔ اس میں آپ کے بارہویں پشت کے دادا حضرت شیخ احمد بن یوسف علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ سے خلافت پائی ہے اور ان کا شجرہ مشہور ہے۔

☆ — سلسلہ سہروردیہ بہائیہ — یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے۔ اس میں آپ کے گیارہویں پشت کے دادا حضرت شعیب بن احمد علیہ الرحمہ نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ سے خلافت پائی ہے۔ اور وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ تھے۔

☆ — سلسلہ سہروردیہ وچشتیہ جلالیہ — یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے۔ اس میں آپ کے پانچویں پشت کے دادا حضرت امام رفیع الدین علیہ الرحمہ بانی قلعہ سرہند نے حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں علیہ الرحمہ سے خلافت پائی ہے۔ اور وہ خاندان سہروردیہ میں حضرت شیخ رکن الدین علیہ الرحمہ نبیرہ حضرت زکریا ملتانی علیہ الرحمہ کے اور خاندان چشتیہ میں حضرت چراغ دہلوی علیہ الرحمہ خلیفہ حضرت محبوب الہی علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے۔

☆ — سلسلہ قادریہ جدید حسینیہ — یعنی شیخ عبدالاحد - شیخ رکن الدین امیر سید ابراہیم ارجی قادری - سید شاہ احمد جیلی قادری - سید شاہ موسیٰ قادری - سید شاہ عبدالقادر - سید شاہ محمد محسن - سید شاہ ابونصر - سید شاہ ابوصالح - سید شاہ عبدالرزاق - تاج الدین - حضرت غوث پاک سید ابوصالح - سید عبداللہ جیلی - سید یحییٰ زاہد سید محمد رشید داؤد - سید موسیٰ الثانی - سید عبداللہ - سید موسیٰ الجون -

سید عبدالقدوس المحض - سید حسن ثنی - حضرت امام حسین علیہ السلام - حضرت امام حسن علیہ السلام - حضرت امام علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ -

☆ ————— **سلسلہ قلندریہ** ————— یعنی بعد نام شیخ رکن الدین - شیخ عبدالقدوس - شیخ

عبدالسلام جوئی پوری - شاہ محمد - قطب الدین بنیادی - سید نجم الدین قلندر - سید خضر رومی - عبدالعزیز مکی صحابی حضرت رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ -

☆ ————— **سلسلہ چشتیہ صابریہ** ————— بعد نام شیخ عبدالقدوس کے - شیخ محمد شیخ

احمد عارف - شیخ عبدالحق - شیخ جلال الدین پانی پتی - شمس الدین ترک، مخدوم سید احمد علی صابر - بابا فرید گنج شکر - خواجہ قطب الدین - خواجہ خواجگان سید معین الدین - شیخ عثمانی ہارونی و حاجی شریف زندنی - قطب الدین مودود - ناصر الدین - ابو یوسف - ابو محمد - ابو احمد ابدال - ابو اسحاق شامی - ممشاد علودنوری - امین الدین ہبیرہ بصری - ید الدین حدیفہ مرثی - سلطان ابراہیم فضیل بن عیاض - عبدالواحد بن زید - شیخ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ -

☆ ————— **سلسلہ چشتیہ نظامیہ گیسودرازیہ** ————— بعد نام شیخ عبدالقدوس کے - شیخ

درویش محمد بن قاسم اودھی - شیخ ابن حکم اودھی - سید صدر الدین - سید محمد گیسودراز خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی - شیخ نظام الدین محبوب الہی - بابا فرید مذکور - الخ

☆ ————— **سلسلہ چشتیہ نظامیہ صدریہ** ————— بعد نام شیخ درویش محمد شیخ سعد اللہ شیخ

فتح اللہ - شیخ صدر الدین طیب چراغ دہلوی مذکور - الخ

☆ ————— **سلسلہ قادریہ جلالیہ** ————— بعد نام مخدوم جہانیاں کے - عبیدغیبی -

ابوالقاسم فاضل ابوالکلام محمد فاضل - محمد قطب الدین - شمس الدین علی الفلاح - شمس الدین خداد - حضرت غوث پاک شیخ ابوسعید - شیخ ابوالحسن - شیخ ابوالفرح - شیخ ابوالفضل عبدالواحد - شیخ ابوبکر شبلی - شیخ ابوالقاسم - جنید بغدادی، سری سقطی، معروف کرخی - امام رضا - امام کاظم - امام صادق - امام محمد باقر - امام سجاد - امام

حسین علیہ السلام - امام حسن علیہ السلام - حضرت امام علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم
شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ - حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ -

☆ — سلسلہ کبرویہ جلالیہ — بعد نام مخدوم جہانیاں کے - سید حمید الدین
سمرقندی - شیخ شمس الدین - شیخ عطایا خالدي - شیخ احمد بابا کمال جندی - شیخ نجم
الدین کبریٰ مذکور - الخ -

☆ — سلسلہ سہروردیہ جلالیہ — بعد نام مخدوم جہانیاں کے - شیخ رکن
الدین - شیخ صدر الدین - شیخ بہاء الدین زکریا - شیخ الشیوخ شہاب الدین - شیخ
ابوالنجیب - حضرت غوث پاک - شیخ ابوسعید - مذکور - الخ -

☆ — سلسلہ ہمدانیہ — بعد نام سید اجمل کے - شاہ بدیع الدین قطب مدار -
شیخ طیفور شامی شاہ عین الدین شامی - شاہ یحییٰ الدین شامی - عبداللہ علم بردار -
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ - یا - حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم -
حضرت محمد ﷺ -

④ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ علیہ :-

آپ نے ان سے طریقہ نقشبندیہ میں خلافت پائی - شجرہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ باقی
باللہ - خواجہ املنگی - خواجہ درویش محمد - خواجہ محمد زاہد - خواجہ یعقوب چرخي - خواجہ علاؤ الدین عطاء -
خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند - خواجہ سید امیر کلال - خواجہ بابا ساس - خواجہ علی عزیزان امتہنی - خواجہ
محمود الخیر فغوی - خواجہ عارف دیوگری - خواجہ عبدالحق غجدوانی - خواجہ ابو یوسف ہمدانی - خواجہ
ابوعلی فارمدی - خواجہ ابوالحسن خرقانی - خواجہ بایزید بسطامی - حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ - حضرت قاسم بن محمد - حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ - حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ -

واضح ہو کہ یہ شجرہ اویسیہ ہے کہ اس میں حضرت بایزید کے بعد حضرت ابوالحسن کا نام
ہے حالانکہ دونوں میں باہم ملاقات جسمانی نہیں ہو سکی - دوسرا شجرہ متصلہ یہ ہے :

اس میں بعد نام شیخ ابوعلی فارمدی کے - ابوالقاسم گرگانی - ابوعثمان مغربی - ابوعلی کاتب - ابوعلی رودباری - ابوالقاسم قشیری - ابوعلی دقاق - ابوالقاسم نصیر آبادی - ابوبکر شبلی - شیخ جنید بغدادی - سری سقطی - معروف کرخی ہے - الخ

⑤ حضرت سید شاہ سکندر قادری علیہ الرحمہ :-

ان سے آپ کے خرقہ خاص حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طریقہ قادریہ جہ یہ میں خلافت پائی - شجرہ حسب ذیل ہے :-

سید شاہ سکندر - سید شاہ کمال - سید شاہ فضیل - سید گرا رحمٰن ثانی - سید شمس الدین عارف - سید ابوالفضل - سید گرا رحمٰن اول - سید شمس الدین صحرائی - سید شاہ عقیل - سید شاہ بہاء الدین - سید شاہ عبدالوہاب - سید شاہ شرف الدین - سید شاہ عبدالرزاق - حضرت غوث پاک بعدہ سلسلہ جہ یہ حسینہ مذکورہ - الخ -



باب نمبر ۳

تیسرا جوہر

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے مخصوص کمالات
اور اخلاق و اعمال



مخصوص کمالات حضرت مجدد علیہ الرحمہ

خدائے پاک نے آپ کو جو جو کمالات عالیہ اور مدارج مخصوصہ عطا فرمائے۔ زبان قلم اس کے بیان سے عاجز اور قلم تحریر سے قاصر ہے۔ بطور مشتمت نمونہ از خروارے کچھ مختصر خاصے درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

- ◆ — آپ کا خمیر بقیہ طیبہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔
- ◆ — آپ مجدد الف ثانی یعنی دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والے ہیں۔
- ◆ — آپ قیوم اول یعنی آپ کی ذات بابرکات باعثِ قلم عالم و عالمیان ہے۔
- ◆ — آپ کو ”خزینہ الرحمۃ“ کے خطاب سے سرفرازی بخشی گئی۔
- ◆ — آپ کو مرتبہ ”فرذیت عطا ہوا۔
- ◆ — آپ مجموعہ قطب مدار (باعث بقائے عالم جان) و قطب ارشاد (باعث بقائے ایمان عالم) ہیں۔
- ◆ — قیامت تک قطب مدار و ارشاد آپ ہی کے سلسلہ میں ہوا کریں گے۔
- ◆ — حضرت امام مہدی و آخر الزمان آپ ہی کے خلفاء سلسلہ سے ہوں گے۔
- ◆ — آپ کو مقام محبوبیت ذاتیہ کا خرقہ عطا کیا گیا۔
- ◆ — آپ مقام سابقین و اولین پر پہنچے جو اصحاب یمین سے بھی آگے ہے۔

۱۔ ”قیوم“ فقہاء نے من جملہ صفاتِ مخصّصہ الہیہ لکھا ہے۔ دوسروں کے لیے اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔

(مجمع الانہر شرح ملقّی الذکر — مصنفہ علامہ عبدالرحمن شیخ زادہ طبع قسطنطنیہ، ص ۶۲۹، ج ۱)

لیکن یہاں مفرد نہیں ہے بلکہ مضاف ہے، اس لیے جائز ہے۔

- ◆ — آپ کو صاحت و ملاحت ممتاز عطا ہوئی۔
- ◆ — آپ (صلہ) یعنی بندوں کو خدا سے ملانے والے ہیں۔
- ◆ — آپ کو ضمیت آن حضرت ﷺ و اصالت کرامت عطا ہوئی۔
- ◆ — آپ نے اللہ پاک سے بے واسطہ کلام فرمایا
- ◆ — آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا۔
- ◆ — آپ کو اسرار مقطعات قرآنی عطا کئے گئے۔
- ◆ — آپ کو علم سموات حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے تعلیم فرمایا۔
- ◆ — آپ سے حضرت خضر و الیاس نے مل کر اس پر موت و حیات کی کیفیت ظاہر کی۔
- ◆ — آپ پر علم الیقین حق الیقین جو اصحاب کبار کو عطاء ہوا تھا، ظاہر کیا گیا۔
- ◆ — آپ پر مقامات تعین جنی و جودی ظاہر کیے گئے۔
- ◆ — آپ کو مثل اصحاب کبار مدارج اتباع آنحضرت ﷺ سرفراز ہوئے۔
- ◆ — آپ کی زیارت کے لیے کعبہ شریف آیا۔ اور آپ کی خانقاہ شریف کے کنویں سے
- آب زمزم برآمد ہوا۔ بہت لوگوں کو حج کرا دیا۔ اور آب زمزم پلایا۔
- ◆ — آپ کی خانقاہ شریف کی زمین کو بہشتی زمین کا درجہ دیا گیا۔
- ◆ — آپ کے طریقہ میں تمام اولیاء کے فیضان ممتاز اور شامل ہیں۔ اس لئے آپ کا
- طریقہ افضل و سہل ہے۔
- ◆ — آپ کا طریقہ جامع شریعت و طریقت ہے۔ اور اس میں مقامات ولایت کے علاوہ
- کمالات نبوت بھی شامل ہیں۔
- ◆ — آپ کے سلسلہ کے کل مریدین (جو قیامت تک ہوں گے) آپ کو دکھلائے گئے۔

۱۔ دوسرے اولیاء جس کو حق الیقین فرماتے ہیں وہ آپ کی تحقیق کی رو سے علم الیقین ہی کا جزو ہے۔

۲۔ زمین مقدس آپ کی مسجد کے شمال کی جانب ہے۔ طول چالیس گز ہے۔ جو روضہ پاک سے شروع ہو کر قبہ مبارک کے عقب شمال کی طرف چھ گز چلی گئی ہے۔ اور اس زمین کا عرض تیس گز ہے۔ جو دولت سراء کے دیوار سے غرب کی جانب کنوئیں تک واقع ہے۔

◆ — آپ پر گزشتہ و آئندہ حالات منکشف ہوئے۔

کرامات حضرت مجدد علیہ الرحمہ

اگر کسی پیغمبر یا نبی سے کوئی بات خلاف عادت ظہور میں آئے تو اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ — اولیاء امت سے ظاہر ہو تو وہ کرامت ہے ورنہ استدراج — انبیاء علیہم السلام کو معجزات اس لئے عطا کئے گئے کہ کفار پر ہیبت ہو اور وہ ایمان لائیں۔ اور اولیاء کو اس لئے کرامت سرفراز ہوئی کہ فاسق و فاجر توبہ کریں اور راہِ راست پر آئیں۔ مگر کرامت کے ظہور اور عدم ظہور سے مدارج بزرگی میں کمی و بیشی لازم نہیں آتی۔ ظاہر ہے کہ اصحاب کبار کے مرتبہ کو بڑے سے بڑا کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا۔ اور ان سے بمقابلہ اولیاء اللہ کے خوارق بہت کم ظاہر ہوئے۔ آپ سے بیشمار کرامات ظاہر ہوئیں۔ بعض نے سات سو اور بعض نے اس سے زیادہ فراہم کی ہیں۔ لیکن میں صرف بیالیس کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں:۔

”زبدۃ المقامات“ میں مذکور ہے کہ آپ کے ایک خادم نے بیان فرمایا کہ آنجناب نے اس حقیر پر ایک مرتبہ ایسی توجہ فرمائی کہ میں اس کے اثرات کو اگر چوب خشک پر ڈالوں تو یقین ہے کہ وہ ہری ہو جائے اور اہل عالم پر ڈالوں تو نور سے معمور ہو جائیں، پر کیا کروں مجبوری ہے کہ زمانہ اخیر ہے۔ شر و فساد کا معدن اور خیر و برکات سے خالی، مرضی الہی انوار و اسرار کی عام اشاعت کی اجازت نہیں دیتی۔ میں اس کے اظہار سے معذور ہوں۔ واضح ہو کہ اسی توجہ کی برکات اس وقت تک سلسلہ نقشبندیہ مجد دیہ کے بزرگوں میں باقی ہیں۔ جس کے وہ احیاء قلوب مردہ فرماتے ہیں۔ ۷

مردہ راز یشان حیات ست و نما	ہیں کہ اسرافیل وقتند اولیاء
طالبان راو حیات بے بہاست	اندرون اولیاء کاں نغمہاست
برجہدز آوازِ شان اندر کفن	جانہائے مردہ اندر گورتن

۱

آپ کی کراماتِ عالیہ احياءِ قلوبِ فيضانِ شرح صدر محمدیہ علی صاحبہا السلام والرحمة ہیں۔
جو بمقابلہ معجزاتِ باہرہ احياءِ اموات وغیرہ اور جو انبیاء علیہم السلام سے ظہور میں آئے۔ ان میں
اعلیٰ وارفع ہیں۔

برتر از احياء کہ با عیسیٰ برفت
وز کف آہن کہ با داؤد بود
بلکہ از ملک سلیمان و زنگین
ہست اعلیٰ ارفع و افضل مدام
صَلِّ يَا رَبِّ عَلَيَّ شَمْسُ الْهَدْيِ
و پید بیضا کہ موسیٰ برفت
ہم از انا ناقہ کہ با صالح نمود
فیضِ قلبِ رحمۃ للعالمین
دائم و باقی الی یوم القیام
النَّبِيِّ الْمُصْطَفِيِّ بَدْرِ الدُّجِيِّ

۲

آپ کا دین اور اتباعِ شرع متین، احياءِ کتاب و سنت، استیصالِ شرک و بدعت۔
پس کہ امت نیست جز افضالِ رب
زہد و ورع و علم و اخلاق و ادب

۳

آپ کے مدارجِ عالیہ اور مقاماتِ مختصہ ولایتِ کبریٰ و کمالاتِ نبوت رسالت۔
بود اسرارِ خدا چوں وحی ناب
علم و ہبی و لدنی بوالعجب
صاعد و نازل بقلب آنجناب
دائماً نازل زساقِ عرش رب

۴

آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ العزیز موسوی المشرّب تھے۔
آپ نے تصرف فرما کے ان کو محمدی المشرّب کرا دیا۔

۵

آپ نے ایک مرید کو بشارت دی کہ تجھ کو ولایتِ ابراہیمی عطا ہوئی ہے۔ اس کو پورا
یقین نہ ہوا۔ آپ نے شب کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کی تصدیق کرا دی۔

جب وہ صبح کو آیا۔ آپ نے اس کی شب گذشت بیان فرمائی۔ وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

(۶)

آپ کو شیخ طاہر لاہوری کی پیشانی پر لکھا ہوا **الکافر** ظاہر ہوا۔ کئی روز بعد یہ خبر آئی۔ کہ وہ کافر ہو گیا۔ اور اس نے زنا رہن لیا۔ آپ نے لوح محفوظ کی طرف نگاہ کی تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا پایا۔ آپ نے دعا کی۔ اس کی برکت سے وہ سعید ہو گیا۔ توبہ کی اور آپ کے مرید ہوئے اور خلافت پائی۔

(۷)

آپ کے قادر یہ طریقہ کے ایک مرید کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ آپ نے ان کو قطب تارہ کی طرف دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس میں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہر ہوئے۔ اس نے اچھی طرح سے آپ کی زیارت کر لی۔ اور آپ پھر وہیں مخفی ہو گئے۔

(۸)

آپ کے مرید مولانا یوسف کو جان کنی کا وقت پیش آیا۔ ان کا سلوک کچھ باقی تھا۔ آپ ان کے پاس تشریف لائے اور بقیہ سلوک فوراً طے کرادیا۔

(۹)

ایک شخص نے آپ کی خدمت میں اس مضمون کا خط تحریر کیا کہ:

”در بار پیغمبری میں اصحاب کبار ایک نظر میں کامل ہو جاتے تھے اب محنت سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔“

آپ نے اس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ:

”اس کا جواب صحبت پر موقوف ہے۔“ جب وہ شخص حاضر خدمت ہوا۔ آپ کی پہلی ہی ملاقات میں نعمت باطنی سے مالا مال ہو گیا۔“

(۱۰)

آپ کے فیض سے بہت سے اہل قبور بھی مستفید ہو کر ولی ہو گئے۔ ایک شخص نے دم

اخیر یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ آپ کی خدمت میں لے جا کر پیش کرنا۔ جب جنازہ لایا گیا۔ آپ نے توجہ دی۔ مردہ کا دل جاری ہو گیا۔ اسی شب اس کے اقربا نے اس کی کیفیت کو خواب میں دیکھا۔

۱۱

مولانا محمد ہاشم کشمی نے آپ کی غائبانہ شہرت سن کر ملک دکن سے آپ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ آپ نے اس کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا: ”اس سے نور ولایت ظاہر ہوتا ہے۔“ چند روز میں مولانا حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے اور خلافت پائی۔

۱۲

جہانگیر بادشاہ اور شاہجہان شاہزادہ کی باہم نزاع واقع ہوئی۔ اور نوبت مقابلہ کی پہنچی، فقراء وقت نے بالاتفاق شاہزادہ کو فتح یابی کی مبارک باد دی۔ مگر آپ نے فرمایا: ”معاملہ برعکس نظر آتا ہے۔“ بالآخر وہی نتیجہ ہوا، جو آپ نے فرمایا تھا۔

۱۳

عبدالرحیم خان خاناں صوبہ دار دکن پر شاہی عتاب ہوا۔ اس نے آپ سے استمداد چاہی۔ آپ نے اس کو دلجمعی کا خط لکھا۔ تین چار روز میں بادشاہ نے بجائے عتاب کے خلعت و خطاب سے اس کو سرفراز کر دیا۔

۱۴

بادشاہ کا ایک امیر پر سخت عتاب ہوا، اور وہ لاہور سے دہلی اس لئے طلب کیا گیا کہ ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا کر مروا ڈالا جائے۔ اثنائے راہ میں جب وہ سرہند شریف پہنچا آپ سے خواہان امداد ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ جب وہ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے بجائے عتاب کے خلعت سے سرفراز فرمایا۔

۱۵

آپ اخیر عمر جمیر شریف میں مقیم اور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز کے مورد عنایات تھے۔ رمضان شریف میں نمازیوں کو بسبب تنگی مسجد و موسم بارش نماز تراویح میں سخت

تکلیف ہونے لگی۔ آپ نے دعا فرمائی پس جب تک کلام اللہ ختم نہ ہو گیا، بارش نہیں ہوئی۔

(۱۶)

اسی مسجد کی ایک دیوار نہایت خمیدہ تھی۔ لوگ اندیشہ ناک ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ”مطمئن رہو، ابھی نہیں گرے گی۔“ جب آپ اجمیر شریف سے واپس ہوئے۔ شہر سے باہر ہوتے ہی دیوار گر گئی۔

(۱۷)

مولانا محمد امین سالہا سال سے بیمار تھے۔ ان پر نہ کوئی دعا اثر کرتی تھی نہ دوا۔ انہوں نے آپ کا نام نامی سن کر آپ کی خدمت میں ایک عرضداشت لکھی۔ اس کے جواب میں آپ نے ایک خط تسلی آمیز لکھ کر اور اپنا پیراہن مبارک ان کے ارسال فرمایا۔ مولانا امین صاحب نے آپ کا پیراہن مبارک پہنا فوراً ہی تندرست ہو گئے۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ
تیرجستہ باز گرداند ز راہ
اکمہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز
زندہ گردد از فسون آن عزیز

(۱۸)

شب برأت کو آپ پر ظاہر کر دیا گیا کہ آپ کا وصال اسی سال ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی

ہوا۔

(۱۹)

آپ نے اپنے وصال سے پہلے اپنی حیات کے ایام باقیہ ظاہر فرمائے تھے۔ جس کی بعد وفات کے تصدیق ہو گئی۔

(۲۰)

آپ نے اپنے وصال سے ایک روز قبل وفات کے متعلق کل حال حتیٰ کہ وقت تک معین کر دیا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔

۲۱

آپ کا ایک عقیدت مند کسی شہر میں کافروں کے مقابلہ میں مغلوب ہوا اور آپ کو یاد کیا۔ یاد کرتے ہی آپ فوراً پہنچ گئے۔ اس کی مدد کی، وہ فوراً غالب ہو گیا۔

۲۲

آپ کے دست مبارک پر ہزاروں کافر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

۲۳

حضرت شیخ آدم بنوی قدس سرہ العزیز کو صرف تین روز میں کامل سلوک طے کرا کے خلافت عطا فرمائی۔

۲۴

ایک بنگالی درویش نے آپ سے طریقہ حاصل کیا۔ جب اس پر جذبہ قویہ وارد ہوا۔ سر برہنہ جنگل کو چلا گیا۔

۲۵

ایک سوداگر پر آپ نے توجہ فرمائی۔ پہلے ہی مرتبہ میں وہ مدہوش اور مجذوب ہو کر گھر بار سے دستبردار ہو گیا۔ دوسری مرتبہ جب آپ نے توجہ دی تو ہوش میں آ کر سالک ہو گیا۔

۲۶

ایک جذامی آپ کی خدمت میں دعاءِ صحت کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے ایک ہی مرتبہ اس کی طرف توجہ فرمائی۔ فی الفور اچھا ہو گیا۔

۲۷

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کے حلقہ میں جو حافظ صاحب قرآن شریف پڑھتے تھے، علییل ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ”ہم نے ان پر ذمہ لے لیا،“ وہ فوراً اچھے ہو گئے۔

۲۸

ایک مرتبہ آپ نے موسم گرما میں سفر فرمایا۔ راہ میں نہایت گرم ہوا چلی۔ خادموں نے دعاءِ بارش کے لئے عرض کیا۔ آپ نے دعا کی۔ فوراً ابر محیط ہو گیا اور برسنے لگا۔

آپ کے ایک مرید کو جنگل میں شیر نے گھیر لیا۔ اس نے آپ کو یاد کیا۔ آپ فوراً عصا ہاتھ میں لئے نمودار ہوئے، شیر کو مار بھگا دیا اور غائب ہو گئے۔ ہمراہیوں نے دیکھ کر اس سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے۔ اس نے کہا میرے پیر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

آپ کے ایک مرید پر کوئی شخص معترض ہوا۔ غیب سے اس شخص کے اعضاء کٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں اس کی طرف سے معذرت کی۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کی توجہ سے وہ اچھا ہو گیا۔

آپ کسی امیر کے مکان پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ایک معتقد کو وہاں جانے کے باعث بدگمانی ہوئی۔ ہاتھ نیبی نے نہایت سختی کے ساتھ اس کو متنبہ کیا۔
”اولیاء اللہ پر اعتراض کا نتیجہ برا ہوتا ہے، استغفار کر۔“

ایک طالب علم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسبب منازعت حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کدورت رکھتا تھا۔ اس نے آپ کے مکتوبات شریف میں لکھا دیکھا کہ:

”امام مالک کے نزدیک اصحاب کبار کے منکر کی ایک ہی سزا ہے۔ خواہ وہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرے یا امیر معاویہ کا۔“

اس پر وہ طالب علم معترض ہوا۔ اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اس کو

حضرت امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کیا، انہوں نے فرمایا:

”خبردار! ان مکتوبات پر اعتراض نہ کرنا اور جنگ باہمی کے اسرار کسی دوسرے کو

معلوم نہیں ہو سکتے۔“

ایک روز آپ کا مرتضیٰ خان کی قبر پر گذر ہوا۔ ان کو محاسبہ میں گرفتار پایا۔ بارگاہ ایزدی میں دعا کی۔ اللہ پاک نے آپ کی دعا سے اس کی مغفرت فرمائی۔ اسی روز اس کے ایک دوست نے اس کو خواب میں دیکھا تو مرتضیٰ خان نے آپ کی شفاعت سے اپنی مغفرت کی کیفیت بیان کی۔

آپ کے مریدوں یا معتقدوں میں سے اگر کوئی شخص کبھی بیمار ہوتا۔ تو وہ آپ کی توجہ فرماتے ہی اچھا ہو جاتا۔ اتفاقاً ایک شخص کو اپنے گھر میں درد قلوب لہج ہوا۔ آپ نے بوقت سحر اس کے حال پر توجہ فرمائی۔ اسی وقت سے اس کو آرام آنا شروع ہوا۔ اور صبح تک بالکل اچھا ہو گیا۔

آپ کی خدمت میں ایک شخص نے کچھ تحفہ پیش کیا اور کسی مریض کی دعاء صحت کیلئے استدعا کی۔ آپ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔ اور تھوڑی دیر تک مراقبہ کر کے فرمایا: ”ہم اس کی مغفرت کیلئے دعا کرتے ہیں۔“ بعد معلوم ہوا کہ اس وقت اس کا انتقال ہو چکا تھا۔

ایک بزرگ خواجہ جمال الدین حسین آپ کی خدمت میں استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا:

”تیرا دل عورت میں منہمک ہے۔ جب تک تو اس سے پاک نہ ہو جائے۔ کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔“

اس نے اس کی تصدیق کر کے توبہ کی۔ فوراً برکات ظاہر ہونے لگیں۔

آپ کے بھائی شیخ محمود قافلہ کے ساتھ قند ہار گئے ہوئے تھے۔ ایک روز بیٹھے بیٹھے آپ نے فرمایا:

”آج میں نے شیخ محمود کو ہر جگہ تلاش کیا مگر اس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ بلکہ اس کی قبر

قدہار میں دیکھ رہی ہے۔“

جب سفر سے قافلہ واپس آیا، اس ارشاد کی حرف بحرف تصدیق ہوئی۔

(۳۸)

آپ کی خدمت میں ایک درویش نے عرض کیا کہ ”امسال میرا حج بیت اللہ کا عزم مصمم ہے“ آپ نے غور فرما کے کہا ”تو عرفات میں نظر نہیں آتا۔“ اس کے بعد اس نے ہر چند کوشش کی، مگر وہ نہ جاسکا۔ اس کے بعد کئی سال تک وہ ارادہ کرتا رہا۔ مگر ناکام رہا۔

(۳۹)

حضرت خواجہ حسام الدین نے آپ کو خط لکھا کہ ”میرا حج کو جانے کا عزم ہے۔“ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: ”ہم کو آپ کا جانا معلوم نہیں ہوتا۔“ انہوں نے کل انتظام کر لیا مگر جانا نہ ہوسکا۔

(۴۰)

ایک درویش نے آپ سے خدا کی راہ دریافت کی۔ آپ نے ایک روٹی کا ٹکڑا اس کو کھلا دیا۔ فوراً فیض باطنی کا دروازہ اس پر کھل گیا۔

(۴۱)

ایک شخص نے آپ کی خدمت میں لڑکا تولد ہونے کے لیے استدعا کی۔ آپ نے غور کر کے فرمایا: ”تیری عورت بانجھ ہے، اگر تو دوسری شادی کرے گا تو لڑکا پیدا ہوگا۔“ جب اس نے دوسری شادی کی، لڑکا تولد ہوا۔

(۴۲)

جب آپ کا وصال ہوا، تو آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ محمد صادق علیہ الرحمہ کے مقبرہ میں دوسری قبر کی گنجائش نہ تھی۔ آپ کے واسطے صاحبزادہ کی قبر بسمت مشرق سوا گز ہٹ گئی، اور وہیں مدفون ہوئے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے متفرق حالات

چند ہی عرصہ میں آپ کے کمالات کا عالمگیر شہرہ ہو گیا۔ مورون بلخ کی طرح خلقت کا

ہجوم ہوا۔۔۔ ہر ملک میں آپ کے خلفاء پہنچ گئے۔۔۔ رات دن بازار ہدایت گرم ہوا۔۔۔
فرمانروایانِ ایران، توران، بدخشان نے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی۔۔۔ بادشاہ ہند کے لشکر
میں بھی شیخ بدیع الدین آپ کے نامور خلیفہ مشغول حلقہ توجہ تھے۔۔۔ ہزار ہا آدمی ان کے حلقہ
ارادت میں داخل ہو گئے۔۔۔ اکثر ارکان دولت نے بیعت کی، شرک و بدعت سے نفرت
بڑھی۔

شدہ شدہ یہ خبر آصف خان وزیر اعظم کو جو شیعی المذہب تھا، پہنچی۔ وہ پہلے سے حضرت
کے حالات سنے ہوئے تھا کہ آپ کو مذاہب باطلہ کی تردید سے خاص دلچسپی ہے۔ آپ نے ایک
رسالہ ”ردّ روافض“ بھی تحریر فرمایا ہے۔ اس کو شیخ بدیع الدین کا لشکر میں قیام اور کسب کے طریقہ
کی اشاعت بہت ناگوار ہوئی۔ وہ شب و روز موقع کی جستجو میں تھا۔ ایک روز بادشاہ کو تنہا پا کر عرض
کیا:

”حضور! سر ہند کے ایک مشائخ زادہ نے جو علوم غریبہ میں ماہر ہے۔ اس نے
مختلف درویشوں سے خلافت پائی ہے، دعوائے مجددیت کیا ہے۔ صد ہا آدمی اس نے
خلیفہ کر کے ملک در ملک بھیج دیئے ہیں۔ ہزار ہا بلکہ لکھو کھا آدمی اس کے خلفاء کے بھی
مرید ہو گئے ہیں۔ کئی بادشاہ غیر ممالک حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ ہمارے لشکر
میں بھی اس کا ایک خلیفہ مقیم ہے۔ اکثر امراء سلطانی، خان خاناں، سید صدر جہاں،
خان جہاں، خان اعظم، مہابت خاں، تربیت خاں، اسلام خاں، سکندر خاں، دریا
خاں، مرتضیٰ خاں، وغیرہ اس کے مرید حلقہ بگوش ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس نے
ایک لاکھ سوار مسلح اور بے شمار پیادہ تیار کئے ہیں۔ خوف ہے کہ غفلت میں کوئی اور
مشکل ظہور پذیر نہ ہو جائے۔ جس قدر اس کے معتقدین ہیں۔ اول ان کا دور دراز
فاصلہ پر تبادلہ کر دیا جائے تو ہر ایک انتظام آئندہ ہو سکے گا۔“

بادشاہ کو وزیر کی رائے پسند آئی۔ اور دوسرے ہی روز علی الصبح دربار خاص منعقد کر کے

◆ خان خاناں کو۔۔۔ ملک دکن کی صوبہ داری پر،

◆ اور سید صدر جہاں کو — ملک کی بنگال کی صوبہ داری پر،

◆ خان جہاں کو — ملک الودہ کی صوبہ داری پر،

◆ مہابت خان کو — کابل کی صوبہ داری پر،

اور اسی طرح سے چار سو حکام کو جو آپ کے معتقد خاص تھے، دور دراز ملکوں کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔ جب ان کے مقاماتِ مبتدلہ پر پہنچنے کی اطلاع وصول ہو گئی۔ تو بادشاہ نے ایک فرمان حضرت کے نام جس میں آپ کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کر کے آپ کو مع جملہ مریدین و معتقدین دعوت دی گئی تھی۔ ذریعہ حاکم سر ہند روانہ کیا۔ حاکم موصوف کو تاکید کی کہ خود حاضر ہو کر پیش کش کرے۔

وہاں وہ انتظام ہو رہا تھا۔ اور یہاں روزانہ حضرت اقدس تمام واقعات بادشاہی اپنے خدام کے روبرو بیان فرماتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ:

”وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أُوذِيَ يَعْنِي كَوْنِي نَبِيٍّ أَيْسَاءِ هِيَ جَس كُورَاهِ خَدَائِمِ تَكْلِيفِ نَهْ
 ہوئی ہو۔ وَمَا مِنْ وَلِيٍّ إِلَّا وَابْتُلِيَ يَعْنِي كَوْنِي وَلِيٍّ أَيْسَاءِ هِيَ جَس كُوبَلَاؤِ فِي مِ
 رکھا گیا ہو۔ وَالْبَلَاءُ بِقَدْرِ الْوَلَاءِ يَعْنِي بِلَا بَقْدَرِ مَحَبَّتِ آتِي هِيَ۔“

پھر فرمایا کہ ”ہمارے حالات اور اعمال کو اولیاء اللہ کے حالات اور اعمال سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ مگر کسی نبی کو خواہ وہ یوسف علیہ السلام ہوں یا ایوب علیہ السلام یا کوئی اور ہوں، بغیر جلال کی سیر کے سلوک پورا نہیں ہو سکتا۔ اور اب مرضی الہی ایسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ ہم کو ایسی سیر کرائی جائے۔“

حاکم سر ہند حکم شاہی لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہما کو کوہستان کی طرف رخصت کیا اور اہل و عیال کو دلا سادے کر مع حاضر الوقت مریدین لشکر سلطانی کی طرف راہی ہوئے۔

جب آپ لشکر میں پہنچے تو اعزاز و احترام کے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا۔ اور آپ ان خیموں میں جو پہلے سے آپ کے لیے ایستادہ تھے، مقیم ہوئے۔

جب آپ کو بادشاہ کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا تو آئین دربار کے بموجب آپ نے سلام کیا اور نہ ہی سجدہ۔ بادشاہ کے ساتھیوں نے آپ کو اشارہ سے سمجھایا۔ آپ نے باواز بلند فرمایا کہ:

”اس وقت تک یہ پیشانی غیر اللہ کے لئے نہیں جھکی اور نہ آئندہ امید ہے۔“

دین است حسین و دین پناہ است حسین شاہ ست حسین و بادشاہ ست حسین
سرداد نہ داد وست در دست یزید واللہ کہ بنائے لالہ است حسین

بادشاہ پر اس گفتگو کا بڑا اثر ہوا۔ اور خوف زدہ ہو کر وزیر سے مشورہ کیا۔ کہ:

”واقعی بڑا بے باک شخص ہے اس کو دربار سے اس طرح جانے نہ دیا جائے ورنہ

خوف فساد و فتنہ ہے۔“

وزیر نے رائے دی کہ ان کو اگر بالفعل قلعہ گوالیار میں نظر بند رکھا جائے تو مناسب ہے۔ آپ کو مع ہمراہین قلعہ میں بھیج دیا گیا۔

آپ نے وہاں پہنچتے ہی اپنے کل خلفاء کے نام ایک ایک خط بدین مضمون ارسال

فرمایا کہ:

”میری یہ کیفیت ہے اور سب میری رضا مندی سے ہے۔ خبردار آپ لوگ کسی

قسم کی جنبش اور حرکت نہ کرنا۔“

ہر چند کہ آپ کے مریدین ہزار با آدمی ایک ہفتہ میں آمادہ مقابلہ ہو گئے تھے اور مہابت خان مع افواج ماتحت کابل سے روانہ ہو کر کئی منزل تک آ گیا تھا۔ مگر یہ نامہ نامی اور صحیفہ گرامی پہنچتے ہی باز رہا۔

ایک روز آپ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ:

”اب ہماری سیر جلال الہی پوری ہو گئی اور بہت جلد یہاں سے روانگی ہوگی۔“

قلعہ کے تمام عمال آپ کے گرویدہ اور معتقد حلقہ بگوش ہو گئے۔ سب سال معلوم

کر کے آپ کی مفارقت کا اثر ہوا۔ یہاں یہ کیفیت تھی اور وہاں بادشاہ ایک روز کسی نے عالم

بیداری میں تخت سے زمین پر پھینک دیا۔ وہ ہیبت زدہ ہو کر بیمار ہو گیا۔ ہر چند معالجے ہوتے تھے مگر کوئی فائدہ نہ تھا۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ فرماتے ہیں کہ:

”تو نے مجھ دِ امام وقت کی بے عزتی کی ہے۔ تو جس عذاب الہی میں گرفتار ہے، بغیر اس کی دعا کے رفع نہ ہوگا۔ اگر تجھ کو اپنی اور بادشاہت کی خیر مد نظر ہے تو ان کی طرف رجوع کر“

بادشاہ نے خواب سے بیدار ہوتے ہی آپ کی رہائی کا حکم جاری کیا۔ آپ کی وجہ سے کل ہندوستان کے قیدیوں کو رہا کیا۔ اپنے دوستوں کے ہاتھوں سے ایک عرضداشت حضرت کی خدمت میں متضمن استدعا کی بہ معافی خطا روانہ کر کے قدم میمنت لزوم سے مشرف ہونے کی استدعا کی۔

جب ہوا دبدبہ شان مجدّد کا ظہور
تہلکہ مچ گیا ایوانِ جہانگیری میں
ہو کے شرمندہ شہ ہند خطا سے اپنے
مدّتوں غرق رہا و رطہ دگیری میں
آپ نے اس کے جواب میں کچھ شرائط پیش کیں۔ بادشاہ نے سب منظور کر لیں۔ آپ وہاں سے واپسی میں تین روز سر ہند شریف ٹھہرے۔ ہزاروں مخلوق آرزوئے قدمبوسی میں چلی آرہی تھی۔ سب آپ کے جمال باکمال سے مشرف ہوئے۔ پھر آپ عازم لشکر بادشاہی ہوئے۔ بادشاہ مریض تھا۔ ولی عہد شاہجہان اور وزیراعظم آپ کے استقبال کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ شاہی محل میں تشریف لے گئے۔ آپ نے دعا شروع فرمائی۔ اور بادشاہ کو حکم دیا کہ اپنی خطا کو یاد کر کے روتا رہے۔ بہت جلد بادشاہ کو صحت ہو گئی آپ کے قدموں پر گر گیا۔ سلسلہ طریقت میں داخل ہوا، اور احکام شرعی جاری کئے چنانچہ:-

◆ — سجدہ دربار بالکل موقوف کر دیا گیا۔

◆ — گاؤ کشی میں آزادی دی گئی۔ گوشت برسر بازار بکنا شروع ہوا۔

◆ — بادشاہ اور ارکان دولت نے ایک ایک گائے دربار عام کے دروازہ پر اپنے اپنے ہاتھ

سے ذبح کی، کباب تیار ہوئے جو سب نے کھائے۔

- ◆ — ملک میں جہاں جہاں مسجدیں شہید کی گئی تھیں، دوبارہ تعمیر کی گئیں۔
- ◆ — دربار عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی۔ بادشاہ معہ امراء اس میں آپ کے پیچھے بیٹھ وقتہ باجماعت نماز پڑھتے تھے۔
- ◆ — شہر بہ شہر محتسب شرعی مفتی وقاضی مقرر ہوئے۔
- ◆ — کفار پر جزیہ مقرر ہوا۔
- ◆ — خلاف شرع شریف جس قدر قانون جاری تھے، یک قلم سب منسوخ کیے گئے۔
- ◆ — جملہ بدعات اور رسوم جاہلیت مسدود کئے گئے۔

اسلام کو نئے سرے سے رونق اور دین میں تازگی آئی۔ مسلمانوں کے دل باغ باغ اور کفار کے سینے داغ داغ ہوئے۔

ہر طرف ہے سنت نبوی کی دھوم
از فروغ علم تفسیر و حدیث
ہے بہار سنت نبوی کو جوش
جھومتی ہیں ڈالیاں کس شوق میں
پرفضا ہے نگہت باغ نبی ﷺ
ہے زباں پر بلبلوں کی مرحبا

ہیں مروج چار سو دینی علوم
ہو گیا محبوس شیطان خبیث
ہے جہاں میں نعمہ دین کا خروش
مست گل ہیں اور غنچے ذوق میں
پتی پتی سے عیاں ہے تازگی
اور گلوں کا تہقہہ ہے صل علیٰ

اس کے بعد وزیر اور اور طرح سے بددینی کے فتنے رواج دینے کیلئے بہت سی تدابیر

کیں:

- ◆ — کبھی علامہ سید انور اللہ شوستری مجتہد شیعہ کو ایران سے بلا بھیجا کہ بادشاہ کو گمراہ کرے۔ وہ اس میں بھی ناکام رہا۔ بالآخر بادشاہ نے مجتہد کو قتل کرادیا۔
- ◆ — کچھ عرصہ کے بعد پادریوں کو بلا بھیجا۔ وہ بھی حضرت کی کرامتوں کی برکت سے مقابلہ سے عاجز رہے اور قتل کر دیئے گئے۔

اس کے بعد عام طور پر دین کا رواج ہوا۔ اسی طرح سے عالمگیر بادشاہ کے عہد تک جو

ہوتے — اگر کسی موقع پر ذرا بھی آداب شرع آپ سے ترک ہو جاتے آپ بہت استغفار پڑھتے — نعمتوں پر شکر اور تکالیف پر صبر کرتے تھے، جیسا کہ انھیں خواص کو کرنا چاہیے — ہر امر میں آداب سنت ملحوظ اور بدعت مذمومہ نظر رکھتے تھے — آپ کا لباس بھی بموجب شرع شریعت تھا، سر پر صافہ اس کے دونوں سرے شانوں پر چھوٹے ہوتے — ایک میں مسواک آویزاں — کرتے کی آستین چاک یعنی سلی ہوئی نہ ہوتی تھیں — پاجامہ ٹخنوں سے اونچا، کبھی نصف ساق تک جو تا معمولی — ہاتھ میں عصا، کاندھے پر جانماز — جمعہ اور عیدین میں لباس فاخرہ مسنون زیب تن فرماتے تھے۔

عقائد حضرت مجدد علیہ الرحمہ

آپ متکلمین میں سے علماء ماتریدین کے عقائد کی تقلید کرتے اور فرماتے تھے کہ کشف صحیح سے اس کی حقانیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں بمقابلہ عقائد اشریہ فلسفہ کا دخل نہیں ہے۔ یہ طریقہ انوار نبوت سے مقیس ہے۔ بعض شیوخ کو جو اس کے خلاف مکاشفات ہونے میں بے اصل دے بنیاد ہیں — آپ تعلیم دین کو بمقابلہ تلقین سلوک مقدم رکھتے تھے۔ نبوت کو ولایت سے افضل فرماتے۔ خاص خاص انسانوں کو خاص خاص ملائک پر فضیلت دیتے۔ اصحاب کبار کو تمامی اولیاء سے بہتر جانتے — اولیاء عشرت کو اولیاء عزلت سے اعلیٰ اور مذہب حنفی کو دیگر مذاہب پر ترجیح اور طریقہ نقشبندیہ کو اور طریق پر فوقیت دیتے۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ طریقہ بسبب اتباع شرع شریف بعینہ طریقہ اصحاب کبار ہے۔ اس کی نسبت دیگر نسبتوں سے بلند اور ارفع ہے۔ مشائخ متاخرین حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند اور خواجہ محمد پارسا اور خواجہ علاء الدین عطار و خواجہ عبید اللہ احرار علیہم الرضوان نے جو بعض امور کو رو رکھا ہے، وہ بظاہر خلاف شرع مفہوم ہوتے ہیں فرماتے تھے، کہ وہ امور لازم الاتباع نہیں ہیں۔

آپ اکثر اوقات حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے محامد بیان فرماتے مگر ان کے بعض خلاف شرع مکاشفات کی تردید کرتے تھے۔ کلمات توحید و جودی کا اظہار ملاحظہ حال ناپسند اور

ایسے قال کی تقلید کرنا جائز فرماتے تھے۔ حافظ۔

رموز سر الالحق چہ داند آں غافل کہ منجب نہ شد از جذمہائے میگالی

معارف تو حید شہودی کو تو حید و جودی، صحو کو سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ ذکر جہر کو خلاف ادب جانتے اور چلہ کشی کو بے ضرورت اور خلاف سنت۔ سجدہ قبور کو اور سماع اور رقص اور صندل و چراغاں عرس کو ناجائز فرماتے اور سختی سے منع کرتے تھے۔ نفس میلااد شریف کو جائز اور طریقہ مروجہ کو ناجائز فرماتے تھے۔ مگر زیارت قبور کو مستحسن اور اولیائے اللہ سے مدد چاہنے کو درست اور ایصالِ ثواب عبادات مالی بدنی کو جائز اور عام امر مسنون کو خواہ کوئی بہ تعیین ادا کرے داخل سنت قرار دیتے تھے۔ طواف و بوسہ وہی قبور کو مکروہ جانتے تھے۔ مزارات والد بزرگوار پر شروع شروع آپ ہاتھ پھیر کر چہرہ انور سے ملتے تھے۔ بالآخر اس کو بھی ترک فرما دیا تھا۔ حتی الامکان مذاہب فقہا میں جمع کر کے متفق علیہ مسئلہ پر آپ عمل فرماتے تھے۔ چنانچہ اس غرض سے آپ خود امامت کرتے تھے۔ کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھ سکیں، اور قرۃ خلف الامام بھی نہ ہو۔ چونکہ امام اعظم کے نزدیک قبرستان میں قرآن شریف پڑھنا مکروہ اور ان کے شاگرد امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک روا ہے۔ گاہے آپ پڑھتے تھے اور گاہے ترک فرما کر ادعیہ مسنونہ پراکتفا کرتے تھے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے شبانہ روز اعمال

آپ ہمیشہ سفر ہو یا حضر، موسم گرم ہو یا سرما، بعد نصف شب بیدار ہوتے اور یہ دعا پڑھتے تھے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ الْبُعْثُ وَالنُّشُورُ اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے:-

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ۝ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهُ

ثُمَّ أَنْتُمْ تَمْتَرُونَ ۝ وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ
وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ۝ ط

آپ کے آداب بیت الخلاء

بعد ازاں بیت الخلاء کو تشریف لے جاتے۔ پہلے بائیں پاؤں رکھتے، اس کے بعد
دایاں پاؤں اور یہ دعا پڑھتے: - اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ ۝
جب رفع حاجت کے لیے بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر زور رکھتے۔ بعد فراغت بکھورخ طاق استنجا
کرتے۔ اس کے بعد پانی سے استنجا کرتے۔ اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلے دایاں
پاؤں نکالتے۔

آپ کے آداب وضو

آپ وضو کرنے کو رو بقبلہ بیٹھتے اور بلا کسی کی مدد کے وضو کرتے۔ اور آفتابہ بدعت
چپ رکھتے۔ اور ابتداء ہاتھ دھونے میں یہ دعا پڑھتے: - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ الْاِسْلَامِ حَقُّ
وَالْکُفْرُ باطِلٌ ۝ پہلے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے، بعد ازاں بائیں ہاتھ پر۔ بعد ازاں دونوں
ہاتھ جمع کر کے دھوتے اور انگلیوں میں کف دست کی طرف سے خلال کرتے۔ بوقت مضمضہ
مسواک استعمال فرماتے۔ اور تین مرتبہ دائیں طرف بعد تین مرتبہ بائیں طرف کرتے۔ پھر
زبان پر کرتے، اور اگر زیادہ کرتے تو رعایت و ترطووظ رکھتے۔ پہلے دائیں طرف کے اوپر کے
دانتوں پھر نیچے کے دانتوں میں۔ بعد ازاں بائیں طرف اوپر کے دانتوں میں، پھر نیچے کے
دانتوں میں۔ ہر وضو میں التزام مسواک رکھتے تھے۔ بعد فراغ مسواک کو اکثر خادم کے سپرد
کرتے۔ وہ اس کو اپنی پگڑی کے بیچ میں رکھ لیتا اور آپ کئی کے پانی کو دور ڈالتے تھے اور رعایت
تعمیر رکھتے تھے۔ بوقت مضمضہ یہ دعا پڑھتے تھے: - اَللّٰهُمَّ اَعِیْنِیْ عَلٰی ذِکْرِکَ
وَ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَ عَلٰی صَلٰوةِ حَبِیْبِکَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ اور

تین دفعہ استنشاق بھی تازہ پانی سے جدا جدا کرتے۔ بوقت استنشاق یہ دعا پڑھتے: - اَللّٰهُمَّ
 اِرْحَمْنِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ اَنْتَ مَبْنِي رَاضٍ - اس کے بعد منہ مبارک پر کمال آہستگی و
 سہولت سے بالائے پیشانی سے پانی ڈالتے اور دایاں ہاتھ دائیں رخسار پر اور بایاں ہاتھ بائیں
 رخسار پر گزارتے اور دائیں کو بائیں پر مقدم کرتے تاکہ ابتداء دائیں سے ہو۔ اور منہ دھوتے
 وقت یہ دعا پڑھتے: - اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي بِسُورِكَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وَجُوهُ
 اَوْلِيَانِكَ وَلَا تَسْوِدْ وَجْهِي يَوْمَ تُسْوَدُّ وَجُوهُ اَعْدَائِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ
 اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ۝ بعد ازاں
 دائیں ہاتھ کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر ہاتھ پھیرتے تاکہ قطرہ نہ رہ جائے
 اور اسی طرح سے بایاں ہاتھ دھوتے اور انگلیوں کی جانب سے پانی ڈالتے اور دایاں ہاتھ دھوتے
 وقت یہ دعا پڑھتے: - اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِيْنِي وَ حَاسِبِي حِسَابًا يَسِيْرًا
 وَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
 وَرَسُوْلُهُ ۝

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے: - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تُعْطِيَنِي كِتَابِي
 بِشِمَالِيْ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ وَ لَا تُحَاسِبِيْ حِسَابًا عَسِيْرًا وَ اَشْهَدُ اَنْ لَا
 اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ - بعد
 ازاں دائیں چلو میں پانی لے کر بائیں کف دست اور انگلیوں پر ڈال کر اس طرح زمین پر ڈالتے
 کہ چھٹیں نہ اڑیں اور تمام سر کا مسح کرتے اور اطراف سر پر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے سے
 آگے تک پھیر لاتے اور یہ دعا پڑھتے: - اَللّٰهُمَّ غَشِيْنِيْ بِرَحْمَتِكَ وَ اَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ
 بَرَكَاتِكَ وَ اَظْلِمْنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ - بعد ازاں اسی پانی سے مسح گوش
 باطن سب ابہ اور پشت گوش تراگشت سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے: - اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ
 رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَ رِقَابِ اَبَائِيْ وَ اَعِدْنِيْ مِنَ السَّلَاسِلِ وَ الْاَغْلَالِ وَ اَشْهَدُ
 اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ - اس کے بعد دایاں پیر تین

مرتبہ ٹخنوں سے اوپر تک دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر اس طرح ہاتھ پھیرتے کہ قریب خشک کے ہو جاتا۔ پھر اسی طرح سے بایاں پیر دھوتے۔ اور یہ دعا پڑھتے: - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ تَذِلَّ قَدَمِیْ وَقَدَمِ الْوَالِدِیْ عَلٰی صِرَاطِ مُسْتَقِیْمٍ یَّوْمَ تُزَلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ فِی النَّارِ بِحُرْمَةِ النَّبِیِّ الْمُنْحَارِ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوَةُ - اور بعد فراغت وضو یہ دعا پڑھتے: - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَابِیْنِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ وَاجْعَلْنِیْ عَبْدًا شُکُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ اَنْ اَذْکُرْکَ کَثِیْرًا وَاُسَبِّحْکَ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ تَاْخِرِیَةً دعا پڑھتے: - اَللّٰهُمَّ اَشْفِنِیْ بِشِفَائِکَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَائِکَ وَعَافِنِیْ مِنَ الْبَلَاءِ وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الْاَهْوَالِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ - آپ اعضائے وضو کپڑے سے نہ پونچھتے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی نماز تہجد، وتر اور مراقبہ

بعد ازاں پوشاک لطیف و نفیس پہنتے۔ بہ تجمل و وقار تمام متوجہ نماز ہوتے اور دو رکعت خفیف گزارتے اور ان دو رکعت میں بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے: - وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَغْفِرِ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَاُوْهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اُوْلٰئِکَ جَزَاؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعَمِلِیْنَ ۝ دوسری رکعت میں بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے: - وَلَوْ اَنَّہُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُکَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ وَمَنْ یَعْمَلْ سُوْءًا اَوْ یُظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ باقی نماز تہجد کو بطول قرأت ادا کرتے۔ غالباً دو تین سیپارہ قرآن کو پڑھتے تھے۔ گاہ گاہ حالت غلبہ حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گزر جاتی۔ جب خادم پکارتا کہ صبح ہوئی جاتی ہے، تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرما کر سلام پھیرتے۔

پس ازاں دوسری دو رکعتیں بقرات طویلہ لیکن اول سے کم ادا کرتے اور علیٰ ہذا القیاس بعد کی رکعتیں ایک دوسرے سے کم ادا فرماتے۔ اس کے بعد اگر اول شب میں وتر نہ پڑھے ہوتے تو تین وتر پڑھتے، اور بعد فاتحہ پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم اور دوسری میں قل یا اور تیسری میں قل هو اللہ پڑھتے۔ سوم رکعت میں بعد قل هو اللہ قنوت حنفی کو قنوت شافعی سے ضم کرتے جیسے کہ حنفیوں کی کتاب میں موجود ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا فِیْ مَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِیْ مَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِیْ مَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَنْ اَعْطَيْتَ ط وَقِنَا رِبَّنَا شَرًّا مَا قَضَيْتَ ط اِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا يُقْضٰی عَلَیْكَ ط اِنَّهٗ لَا یَدِلُّ مَنْ وَاٰلِیٖٓ وَ لَا یَعِزُّ مَنْ عَادٰیٓ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالٰیٓ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَیْكَ وَصَلٰی اللّٰهُ عَلٰی النَّبِیِّ ۝ اگر وتر اول شب میں پڑھ لیا کرتے۔ تو تہجد بارہ رکعت پڑھتے اور کبھی آٹھ اور کبھی دس پر اکتفا فرماتے۔ آپ اکثر نماز تہجد میں سورہ یسین پڑھتے اور فرماتے کہ اس کی قرأت میں نفع بسیار اور نتائج بی شمار پائے گئے۔ اور سورہ الم سجدہ اور سورہ ملک اور سورہ مزمل اور واقعہ اور چہار قل بھی پڑھتے تھے۔ اور بعد نماز آخر سورہ آل عمران سے یہ پڑھتے تھے: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اَخْتِلَافِ الْیَلِ النَّهَارِ اِلٰی الْاٰخِرِ السُّوْرَةِ - ستر دفعہ استغفر اللہ پڑھتے اور کبھی کبھی آیت کریمہ: رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاغْفِرْ لَہٗ - ستر مرتبہ پڑھتے۔ بعد صبح تک مراقبہ کرتے یا کلمہ طیبہ پڑھتے یا قبل از صبح موافق سیدت سیدہ علیٰ مصدرہ الصلوٰۃ والختیہ سو جاتے تاکہ تہجد بین النومین واقع ہو۔

آپ کی نماز فجر

اور قبل صبح کے بیدار ہوتے اوو جو جد یہ فرما کر سنت گھر پڑھتے۔ بعد ازاں بجانب قبلہ

دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے، پھر اٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے۔ لیکن آخر میں یہ اضطجاع ترک کر دیا تھا۔ اس کے بعد فجر باجماعت کثیر اول وقت ادا کرتے۔ خود امامت فرماتے اور طویل مفصل پڑھتے۔ بعد اوائے فرض اسی جلسہ میں دس مرتبہ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور سات دفعہ اللَّهُمَّ اجْرِنِي مِنَ النَّارِ بعد ازاں یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے: وَاللَّهُ كُفُّوا إِلَهُ وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ - وَحَمْدُ تَنْزِيلِ الْكِتَابِ كَوَالِيهِ الْمَصِيرُ تک اور آیت الکرسی اور آیه فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ كَو تَخْرُجُونَ ۝ تک، پھر یمن و یسار قوم کی طرف رجوع ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے۔ بعد دعا دونوں ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیرتے۔

آپ کا حلقہ ذکر و توجہ

بعد ازاں آپ مع اصحاب حلقہ ذکر و مراقبہ فرماتے۔ اور شغل باطنی میں تا بلندی آفتاب بقدریک نیزہ مشغول رہتے۔ حلقہ میں کبھی کبھی حافظ صاحب سے قرآن شریف بھی سنتے۔

آپ کی نماز اشراق و استخارہ و نماز اوایین

بعدہ دو رکعت نماز اشراق پڑھتے۔ اول رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی اور سورہ یسین کو تَنْفِخَ فِي الصُّورِ - اور دوسری رکعت میں ختم یسین تک اور سورہ والشمس پھر دو رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے۔ کبھی اول رکعت میں قُلْ يَا اوردوسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ اور۔۔۔ کبھی پہلی میں سبح السم اور الم نشرح و قل یا اوردوسری میں قل هو الله تین مرتبہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھتے۔ اور بعد تشهد درود و استغفار اس طرح پڑھتے:-
اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ
وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ

بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوؤُ بِذَنْبِي فَاعْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ۝
 بعدہ دعا استخارہ پڑھتے :- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ
 بِقُدْرَتِكَ وَاسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ
 وَلَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ - اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ مَا رِیْدُ مِنْ
 اٰی عَمَلٍ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ الْیَوْمِ فَاقْدِرْهُ
 لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ مَا رِیْدُ مِنْ اٰی
 عَمَلٍ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ الْیَوْمِ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ
 وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِیْ بِهٖ وَصَلِّی اللّٰهُ
 تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ بوقت شام بعد اتمام
 او این ہی دعا استخارہ پڑھتے اور بجائے اَلْیَوْمِ کے اَللَّیْلِ پڑھتے - اور جب بعد نماز صبح
 سکوت فرماتے - تو بعض دعوات یومی بعد اشراق پڑھتے - وہ دعائیں یہ ہیں :-

اَصْبَحْنَا وَ اَصْبَحَ الْمَلِكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ
 لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ اَللّٰهُمَّ
 اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هَذَا الْيَوْمِ فَتَحَهُ وَنَصْرَهُ وَنُوْرَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ
 وَاعْوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هَذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ ۝ اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ لِيْ مِنْ
 نِعْمَةٍ اَوْ بِاِحْدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحَدِّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَالْحَمْدُ
 اَلْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ ۝ شام کے وقت بجائے اَلْیَوْمِ کے اَللَّیْلِ وَ اَصْبَحَ کے
 امسی پڑھتے - اور تین مرتبہ اَعْوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

☆ تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا
 فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اور

☆ سات مرتبہ اَللّٰهُمَّ نَبِّئْنِيْ قَبْلَ اَنْ يُنَبِّئِيَ الْمَوْتُ

☆ سات دفعہ اَللّٰهُمَّ اَلْهَمْنِيْ رُشْدِيْ وَاعِدْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ

☆ سات دفعہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ
رَحْمَةً ط إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

☆ سات مرتبہ يَا مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ قَلِّبْ قُلُوبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ ۝

☆ سات دفعہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَامَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝

☆ سات دفعہ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاغْفِرْ لِیْ ۝

☆ سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ۝

☆ تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور تینتیس دفعہ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تینتیس دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝

☆ ایک دفعہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ بِيَدِهِ

الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

بعد ادعیہ نماز کو بعد نماز او این پڑھتے - اور ان چار کلمات کو ہر فرض کے بعد موافق

اعداد مذکورہ بالا پڑھتے -

آپ کی خلوت و صحبت

بعد ازاں خلوت میں تشریف لے جاتے اور بمقتضائے حال کبھی قرآن شریف پڑھتے، اور کبھی کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے۔ گاہ گاہ طالبانِ خدا کو جدا جدا طلب کر کے احوال پرسی فرماتے، اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے اور مقامات اور کیفیات سے آگاہ فرماتے کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرارِ خاصہ و معارفِ مکشوفہ بیان فرماتے، انہیں پوشیدہ رکھنے میں کوشش کرتے۔ موارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا کہ گویا القاء و اعطاءِ رحمانی کرتے ہیں۔ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جس وقت طالب کوئی معرفت حضرت کی زبان سے سنتے۔ بجز دسنے کے اس معرفت سے بتوجہ حضرت محقق ہو جاتے اور ہر ایک کو اس کے حال اور استعداد کے موافق ذکر و فکر فرماتے اور

☆ تمام کو علو ہمت و اتباع سنت و دوام ذکر و حضور مراقبت و اخفاء حال کی تاکید فرماتے۔ اور

☆ تکرار کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کی نہایت ترغیب دلاتے۔
اور فرماتے کہ:

- ◆ — تمام عالم بمقابلہ اس کلمہ معظم کے مثل قطرہ کے ہے بمقابلہ دریائے محیط کے
- ◆ — یہ کلمہ طیبہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے۔ فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ کلمہ پر بخش دیں اور بہشت میں بھیج دیں تو بھی گنجائش رکھتا ہے۔
- ◆ — اس کے برابر کوئی آرزو دل میں نہیں ہے کہ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اس کلمہ کے تکرار سے متلذذ و محفوظ ہوں۔ مگر کیا کیا جائے کہ یہ آرزو میسر نہیں۔
- ◆ — اور مریدوں کو کتب فقہ کے مطالعہ کی تاکید فرماتے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کونسا مسئلہ مفتی بہ ہے اور کون مسنون و معمول بہ اور کون بدعت و مردود۔

حضرت کے اصحابوں سے خاموشی کی صحبت ہوتی۔ اور اصحاب پر اس قدر دہشت و ہیبت غالب تھی کہ مجال انبساط و دم زدن نہ تھی۔ حضرت کی تمکین اس درجہ کی تھی کہ باوجود تو اترو تکاّر و اردات متنوعہ و متلونہ ہرگز کبھی اثر تلون ظاہر نہیں ہوا۔ البتہ بسبیل مدت چشم پر آشوب ہو جاتی اور گاہ گاہ اثنائے بیان حقائق میں تلون رنگ رخسارہ و دیدہ ہو جاتا۔

آپ کی نماز چاشت

بعدہ نماز صبح یعنی نماز چاشت کی آٹھ رکعت ادا کرتے۔ ہر چند کہ چار رکعت جو اول پڑھتے تھے داخل صبح تھیں۔ حاصل یہ کہ نماز صبح بارہ رکعت پڑھتے تھے۔ اور کبھی بسبب قلب انہیں چار رکعت پر جو کہ اول بنام اشراق پڑھتے اکتفاء فرماتے۔ اور کبھی دو ہی اول پر اور قرأت نماز چاشت بعد فاتحہ سبح السم اور والشمس اور واللیل اور والضحیٰ اور چہار قل پڑھتے تھے۔ اوائل حال میں نماز تہجد والضحیٰ و فی الزوال میں اکثر تکرار قرأت سورہ یسین فرماتے حتیٰ کہ گاہ گاہ اسی مرتبہ اس سورہ کا دن رات میں پڑھنے کا اتفاق ہو جاتا۔ اور آپ نماز صبح خلوت میں ادا فرماتے تھے۔

آپ کا طعام و قیلولہ

بعدہ محل سر میں تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے۔ کھاتے وقت فرزند ان اور درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے۔ خداموں میں سے اگر کوئی شخص موجود نہ ہوتا تو اس کے حصہ کا کھانا رکھ چھوڑنے کے لئے ارشاد فرماتے۔ حضرت کے گھر کا کھانا بہت لذیذ ہوتا تھا۔

روایت ہے کہ جب حضرت لشکر سلطانی کے ہمراہ تھے۔ بادشاہ کا گزر سر ہند شریف میں ہوا۔ حضرت نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ کھانا کھا کر بہت خوش ہوا۔ اور کہا کہ ”ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا کیونکہ یہاں کی سی سرلیت انوار و نسبت طہارت اس کے کھانے میں کہاں۔“ راقم الحروف کا تجربہ ہے کہ جو خادم حضرت والدی مرشدی و مولائی حضرت حافظ عباس علی خان صاحب قادری و نقشبندی مجددی قدس سرہ کے گھر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی خشک ہوتا، لذت پاتے۔ کسی امیر و کبیر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی عمدہ ہوتا، نہیں پاتے وہی سرلیت انوار و نسبت کی وجہ ہے۔ کھانا کھاتے وقت حضرت دایاں زانو کھڑا کر لیتے، اور بایاں لٹا دیتے۔ اور کبھی دایاں زانو لٹا دیتے، اور گاہ گاہ وہ زانو کھڑا کر لیتے۔ کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کرتے اور بعض اوقات یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَاوٰتِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَ هُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ - اور سورۃ قریش پڑھتے۔

کھانا کھا چکنے کے بعد اگر طعام نمکین ہوتا تو یہ دعا پڑھتے: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هَذَا الطَّعَامَ اللّٰطِیْفَ الْمَلِیْحَ بِغَیْرِ حَوْلٍ وَ لَا قُوَّةٍ ۝

اگر طعام شیریں ہوتا تو: هَذَا الطَّعَامُ الْحُلُوُّ اَفْرَمَاتے۔

اور کبھی یہ دعا پڑھتے: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ اَسْقَانَا وَ اَسْبَعَنَا وَ لَوْ اَوَّانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

اگر کسی کی دعوت نوش فرماتے تو یہ بھی پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاٰكِلِهٖ وَ لِبٰذِلِهٖ وَ لِمَنْ كَانَ لَهٗ

شَيْنًا فِيهِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ۔

اگر صاحب طعام موجود ہوتا تو فرماتے: جَزَاكُمْ اللَّهُ خَيْرًا۔

اور اگر صاحب طعام غائب ہوتا تو: جَزَاهُمْ اللَّهُ خَيْرًا۔

اور کبھی یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى اَجْعَلْهَا عَوْنًا عَلٰى مَا

تُحِبُّ۔ مگر کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ جیسا کہ عام ملا کرتے ہیں۔ آپ

تین انگلیوں سے لقمہ لیتے تھے۔ جب خواہش نہ ہوتی حلق تک لیجا کر مزہ لیتے۔ گویا کہ کھانے کی

رغبت نہیں ہے محض اس نیت سے کہ کھانا سنت ہے تناول فرماتے۔

آپ کی غذا نہایت قلیل گیہوں کی دو چپاتی ہوتی تھیں۔ بکری کا گوشت اور مغز (بھینجا)

بہت مرغوب تھا۔ کباب بھی دسترخوان پر ہوتے تھے۔ مع ذلک فرمایا کرتے۔ کہ بحکم اقتضائے

آخر زمانہ بھوک میں کمال اتباع آں سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم میسر نہیں ہوتا۔ کھانا نہایت خشوع و

خضوع سے تناول فرماتے، اس امر کی مریدوں کو بھی نہایت تاکید فرماتے۔ آپ کے ارشادات

میں سے ہے کہ عارف کو کوئی چیز ملکیت سے بشریت کی طرف لانے والی، کھانے سے زیادہ نہیں

ہے۔ بعدہ تھوڑی دیر بحکم سنت قیلولہ فرماتے تھے۔ جیسے کہ ہی اذان ہوتی بجز واستماع اللہ اکبر بے

اختیار بجلت اٹھ بیٹھتے، اور تخت سے زمین پر اتر آتے۔

آپ کی نماز فی الزوال

جس وقت آپ اذان سنتے اس کا جواب دیتے۔ بوقت شہادت ثانیہ تقبیل ابہا میں فرما

کے۔ قُرْءَةٌ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور بوقت جعلتین لآحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

فرماتے۔ اور فی الفور وضو کر کے مسجد میں تشریف لاتے۔ پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعد

ازاں چار رکعت سنت فی الزوال بطول قرأت ادا کرتے اور فرماتے:

”رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زمان بعثت سے تا زمان رحلت سنت زوال ترک نہیں کیں“

اور اس میں طوال مفصل پڑھتے، اور کبھی بمقتضائے گنجائش اختصار فرماتے۔

آپ کی نماز ظہر

بعد ازاں چار رکعت سنت موکدہ ظہر کی پڑھتے اور بعد تکبیر اقامت خود امامت فرماتے اور ظہر کے فرض ادا کرتے۔ قرأت طویل پڑھنے اور بعد فراغ نماز فرض کے یہ دعاء: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَالْيَكْ يَرْجِعُ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے۔ بعد ازاں دو رکعت سنت موکدہ پڑھتے۔ اور پھر چار رکعت سنت زائد پڑھتے۔ بعد ازاں ظہر کے بعد کی ماثورہ دعائیں پڑھتے۔

آپ کا حلقہ ذکر و توجہ، تعلیم دین۔ نماز عصر و ختم خواجگان

اس کے بعد قوم کی جانب متوجہ ہو بیٹھتے۔ اور اصحاب کے ساتھ حلقہ کرتے۔ حافظ صاحب قرآن شریف پڑھتے اور حضرات مریدوں کو مراقبہ کراتے۔ بعد فراغ کے دو ایک سبق دینی کتب کے درس فرماتے۔ جب بعد مثلیں وقت عصر ہو جاتا تو تجدید وضو کے لیے اٹھتے اور چار رکعت سنت عصر ادا کرتے۔ بعد ازاں خود امامت کرتے اور باجماعت کثیر فرض ادا کرتے۔ بعد ازاں مادعیہ ماثورہ وقت عصر کو پڑھ کر قوم کی طرف پھر بیٹھتے۔ اصحاب ختم خواجگان پڑھتے اور حلقہ کرتے اور حافظ صاحب قرآن پڑھتے۔ حضرت مجدد عالیہ الرحمہ اور اصحاب مراقب بیٹھتے اور کبھی احوال پرسی کا مشغل کرتے۔ متوجہ حال طالبان ہوتے اور ان کی ترقی کے لیے ہمت فرماتے اور کبھی کچھ اور عمل صالح کرتے۔

آپ کی نماز مغرب اور صلوة اوابین

بعد ازاں اول وقت نماز مغرب پڑھتے اور بعد ادا کے فرض دس مرتبہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ بِيْده

الْخَيْرِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھتے اور سات دفعہ اللَّهُمَّ اجْرُنِي مِنَ النَّارِ پڑھتے۔ بعد ازاں چھ یا چار رکعت نماز ادا بین پڑھتے۔ اور اکثر اوقات اس میں سورہ واقعہ و سورہ اخلاص اور گاہے چھ رکعت پڑھتے۔

آپ کی نماز عشاء و وتر

بعد زوال بیاض افق کہ نزدیک امام اعظم صاحب شفق اسی سے مراد ہے، وہ وقت عشاء متفق علیہ ہے۔ مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت یا دو رکعت سنت گزارتے اور پھر فرض ادا کرتے۔ اور بغیر اس کے کہ ادعیہ پڑھیں صرف اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ دعا مذکور پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور دو رکعت سنت مومکہ پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت اور مستحب پڑھتے۔ بعد ازاں وتر پڑھتے۔ بعدہ الم سجدہ پڑھتے اور کبھی بعد فرض چار رکعت میں سورہ سجدہ و تبارک و قل یا ایہا الکافرون و قل هو اللہ پڑھتے۔ اور دعاء قنوت حنفی و شافعی کہ خفیوں نے جمع کیا ہے اور اول بیان ہو چکی ہے جمع کرتے۔ بعد ازاں دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اول رکعت میں إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھتے۔ آخر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیا تھا اور ارشاد فرماتے تھے کہ اس میں اختلاف ہے۔

آپ کے اوراد

آپ بلاناغہ رسالہ ”صلوٰۃ تا سورہ“ جو ایک جزو سے زیادہ ہے اور ”اللائل قادریہ“ جو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مصنفہ درود ہے۔ کبھی بعد ظہر اور کبھی بعد عشاء پڑھا کرتے تھے۔

عام مسائل نماز

بروقت نماز حضرت ہر دو ابہام کان کی لوتک لے جاتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو بغیر

اس کے کہلی یا چوڑی رکھیں۔ بلکہ متوجہ قبلہ رکھتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لاتے اور زیر ناف دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح سے رکھتے۔ کہ دائیں ہاتھ کی خنصر اور ابهام سے حلقہ ہو جاتا اور تین انگلیاں کلانی پر لمبی لمبی رکھی جاتیں۔ دونوں پیروں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا اور دونوں پیروں پر برابر زور رکھتے۔ ایک پیر پر زور دے کر دوسرے کو آرام نہ دیتے۔ قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھتے۔ نہایت تجوید و تعمق معانی و اسرار قرآنی سے قرأت پڑھتے۔ بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے اور قدموں پر نظر رکھتے، اور سر پشت کے ساتھ برابر کرتے۔ رانوں کو انگلیاں کھول کر بقوت پکڑتے اور زانو میزھا نہ ہونے دیتے۔ بعد ازاں قوماً بمقدار تسبیح جلسہ کرتے اور بحال انفراداً سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے۔ دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور سجدہ میں ناک کی نرمہ پر نگاہ رکھتے۔ پیٹ کو زانو سے اور زانو کو بازو سے جدا رکھتے۔ اور بوقت سجدہ تمام اعضاء پر برابر زور دیتے۔ تشہد میں دونوں پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب متوجہ رکھتے اور کنار پر نظر رکھتے۔ حضرت کے تمام اصحاب نماز میں حضرت کی تقلید کرتے۔ بہت سے آدمی حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فریفتہ ہوتے۔

سونے سے پہلے کی دعائیں

بعد نماز عشاء اور سونے سے پہلے حضرت سورۃ فاتحہ و آیۃ الکرسی و من الرسول تا آخر اور آیۃ اِنَّ رَبَّكُمْ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تَا مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ اور آیۃ قُلْ اَدْعُوا لِلّٰهِ اَوْ دَعُوْا الرَّحْمٰنَ اور چہار قل پڑھتے۔ جس وقت لیتے پہلو سے راست پر تکیہ کرتے اور دائیں ہاتھ کو دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَنَا وَاِنْ اَرْسَلْتَنَا فَاَحْفِظْنَا بِمَا تَحْفِظُ بِهِ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ

وَالجَّاتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَاءَ مِنْكَ
 إِلَّا إِلَيْكَ - اللَّهُمَّ إِنِّي آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِرَسُولِكَ
 الَّذِي أَرْسَلْتَ - اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ بِكُلِّ لِسَانٍ وَاسْتَعِيدُ بِكَ مِنَ
 الْبَلَاءِ يَا وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ - تین مرتبہ اس کلمہ اَعُوذُ
 بِكَلِمَتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کی تکرار کرتے۔ پھر تینتیس مرتبہ
 سُبْحَانَ اللَّهِ اور تینتیس مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور تینتیس مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ اور ایک مرتبہ لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ
 حَيٌّ لَا يَمُوتُ أَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ -
 آپ تشہد میں انگشت شہادت کبھی نہ اٹھاتے تھے اور کبھی نماز نفل باجماعت سوائے تراویح اور
 کسوف نہ پڑھتے تھے۔ نماز خسوف مفرد ادا کرتے تھے۔

آپ کی نماز جمعہ و عیدین و تراویح وغیرہ

نماز جمعہ کو جس طرح کہ علماء حنفیہ نے فرمایا ہے اسی طرح ادا کرتے۔ بعد فرض جمعہ
 سات دفعہ سورہ اخلاص اور سات دفعہ معوذتین مع بسم اللہ اور احتیاطاً بعد ادا کے جمعہ
 صلوٰۃ ظہر کو ادا فرماتے۔ کہ کل شرائط جمعہ بقول بعض فقہاء اس وقت پائی نہیں جاتیں اور اس
 طرح نیت کرتے: - نَوَيْتُ أَنْ أَصَلِّيَ اللَّهَ تَعَالَى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ آخِرَ فَرَضِ
 الظُّهْرِ أَدْرَكَتْ وَقْتَهُ وَلَمْ أَدِهِ
 (ترجمہ) میں نے چار رکعت آخر فرض ظہر کی نیت کی۔ پایا وقت اس کا اور نہ ادا کیا تھا
 اس وقت تک اگر کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی۔

اور نماز جمعہ کو نہ پہنچتے تو مفرد ادا کرتے۔ اور اسی طرح سے سفر میں بھی طریقہ جاری رکھتے۔
 آخر عشرہ رمضان میں مسجد میں اعتکاف کرتے اور عشرہ ذوالحجہ میں عزلت اختیار
 کرتے۔ ان عشرات میں طاعات واذکار و صیام کی طرف بہت راغب ہوتے، اور درود پڑھتے۔
 شب ہائے جمعہ مع اصحاب حلقہ کر کے درود شریف پڑھتے۔

عید الاضحیٰ کو راہ میں با آواز بلند تکبیریں کہتے۔ عشرہ ذی الحج کو حاجیوں کی مشابہت کر کے سر اور ناخن نہ تر شواتے۔ صرف بعض ادعیہ مانثورہ پڑھا کرتے تھے۔ عشرہ ذی الحج میں ہر روز نماز عشاء اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورہ والفجر پڑھتے۔ تعریف بغیر عرفہ کو یعنی ان احکام کی یہاں بجا آوری جن کو حاجی لوگ عرفات میں کرتے ہیں، مکروہ جانتے تھے۔

نماز تراویح کی بیس رکعت ادا کرتے اور سفر و حضر میں جمعیت تمام ادا کرتے۔ تین قرآن شریف سے کم ماہ صیام میں ختم نہ کرتے۔ ہر چہار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ:

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ
وَالْعِظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبْرُوتِ سُبْحَانَ
الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ
الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ اَللّٰهُمَّ اجْرِنِي مِنَ النَّارِ ط

اور ہر دو رکعت کے بعد یہ دعاء پڑھتے:- يَا كَرِيمُ الْمَعْرُوفِ يَا قَدِيمَ الْاِحْسَانِ
اَحْسِنْ عَلَيْنَا يَا اِحْسَانِكَ الْقَدِيمِ يَا اَللّٰهُ -

اور ختم کل تراویح پر یہ دعاء پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَلِكُ الرِّضْوَانَ وَالْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ط
اَللّٰهُمَّ يَا خَالِقَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا كَرِيْمُ
يَا سَتَّارُ يَا رَحِيْمُ يَا بَارُ اجْرِنَا يَا مَجِيْرُ يَا مَجِيْرُ يَا مَجِيْرُ بِعِزَّتِكَ
وَفَضْلِكَ رَبِّيْ ط اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَلِكُ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا
يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ ط اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَلِكُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ
وَالْمُعَافَاتِ الدَّائِمَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط

چونکہ خود حافظ قرآن تھے دیگر ایام میں بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے اور حلقات میں استماع قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا۔ نماز وغیرہ میں اس طرح قرات پڑھتے تھے کہ گویا ادائے معنی ضمن الفاظ میں فرماتے جاتے ہیں۔ سامعین کو بدیہی طور سے معلوم ہوتا تھا کہ اسرار قرآنی اس مقرب

سجانی پر وارد ہو رہے ہیں۔ بہت سے آدمی جو کہ مرید بھی نہ ہوتے تھے کہتے:

”حضرت قرآن اس طور سے پڑھتے ہیں گویا الفاظ ان کے دل سے نکلتے ہیں۔“

آواز بنا بنا کر ہرگز نہ پڑھتے تھے۔ نماز تراویح میں اکثر سامعین کو غنودگی ہو جاتی تھی۔ لیکن حضرت کو کبھی کچھ نہ ہوتی تھی۔ آپ اسی طرح کھڑے کھڑے قرآن سنتے۔

ملاً بدرالدین سرہندی عالیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک روز میں نے حضرت سے عرض کیا:

”کیا باعث ہے کہ آپ کو کبھی غنودگی نہیں ہوتی۔“

فرمایا:

”شتاوری دریا سرار قرآنی فرصت نہیں دیتی کہ پلک بھی جھپکاؤں۔“

سفر میں منزل پہنچنے تک تلاوت قرآن فرماتے۔ جس وقت آیت سجدہ آتی فی الفور سواری سے اتر کے زمین پر سجدہ کرتے تھے۔ حالت افراد میں تسبیحات رکوع و سجود پانچ وسات بلکہ نو تا گیارہ بار پڑھتے، اور کبھی تین مرتبہ پر اختصار فرماتے۔ حسب موقع ادا فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ باوجود قوت و استطاعت حالت افراد میں اقل تسبیحات پر اختصار کیا جائے۔ حالت امامت میں اس قدر کہتے کہ مقتدی آسانی کے ساتھ تین مرتبہ کہہ سکیں۔



باب نمبر ۴

چوتھا جویر

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی تصانیف، تعلیم و طریقہ
وصال، صاحبزادگان اور خلفاء کبار



تصانیف حضرت مجدد علیہ الرحمہ

علوم شریعت اور معارف طریقت میں آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ ان میں سے صرف وہ تصانیف جن کے مسودات باقی رہ گئے تھے اور وہ مرتبہ شہرت کو پہنچیں (۶۴۵) ہیں۔

① اثبات النبوة:

اس میں آپ نے ابوالفضل وغیرہ دہریہ اور اکثر محدثین کے اقوال کا رد کر کے حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کا بدلائل عقلیہ و نقلیہ نہایت شرح و بسط سے ثبوت دیا ہے۔

② رسالہ رد روافض:

اس میں آپ نے شیعہ شنیعہ کے اس رسالہ کا دندان شکن جواب دیا ہے جو انہوں نے بوقت محاصرہ مشہد مقدس علماء ماوراء النہر کو قتل کرنے اور ان کا مال لوٹنے کے جواز میں لکھا تھا۔

③ شرح رباعیات، حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

④ تعلیقات عوارف۔

آپ نے عوارف پر ایک اعلیٰ حاشیہ تحریر کیا ہے۔

⑤ رسالہ علم حدیث

⑥ رسالہ حالات خواجگان نقشبند

⑦ رسالہ تہلیلہ

⑧ رسالہ مکاشفات غیبیہ

⑨ رسالہ آداب المریدین

⑩ رسالہ مبداء و معاد

۱۱۔ رسالہ معارف لدنیہ

رسالہ نمبر ۱۰، ۱۱ میں آپ نے اپنے مکاشفات اور مقامات خاصہ بیان فرمائے ہیں۔ ان رسالوں کے علاوہ آپ کے (۶۳۴) مکتوب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک بمنزلہ ایک مستقل رسالہ ہے۔

مکتوبات شریف

آپ کے کل مکاتیب (۶۳۴) ہیں جو تین جلدوں میں منقسم ہیں:

جلد اول

موسوم باسم تاریخی ذر المَعْرِفَت — اس میں بجز جب تعداد پیغمبران مرسل یا بعد اصحاب بدر (۳۱۳) مکتوب ہیں۔ اس جلد کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی نے ۱۰۲۵ھ میں جمع کیا۔

جلد ثانی

موسوم باسم تاریخی نور الخلائق — اس میں صرف (۹۹) مکتوب ہیں۔ اس جلد کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالحی حساری نے ۱۰۲۸ھ میں جمع کیا۔

جلد ثالث

موسوم باسم تاریخی مَعْرِفَةُ الْحَقَائِقِ — اس جلد میں (۲۲۲) مکتوب ہیں۔ اس جلد کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا خواجہ محمد ہاشم برہان پوری نے ۱۰۳۱ھ میں جمع کیا۔ آپ کے مکتوبات قدسی آیات میں اعلیٰ اعلیٰ معارف اور عمدہ عمدہ حقائق بیان ہوئے ہیں۔ عرب و عجم کے علماء اور سرآمد مشائخ نے ان کو ملاحظہ کر کے آپ کی مجددیت کی تصدیق کی۔ اور آپ کی تصانیف کی توصیف میں تقاریظ اور رسالے تحریر کئے۔

ایدخش بدخشان کا مخفف اور طالقان ملک فارس میں ایک شہر کا نام ہے۔

واضح ہو کہ مکتوبات شریف کے مضامین کی رفعت منزلت و اعتبار سے ہے:

(۱)

یہ کہ بسبب مرور ایام و دوری زمانہ مسعود آن حضرت ﷺ دین میں بڑے بڑے نقائص اور خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔

◆ دربار اکبری کے ہم رنگ مسلمانوں میں ایک طحہ گروہ قائم ہو گیا تھا۔ جو توحید کو بغیر رسالت اسلام کے لیے کافی سمجھتا تھا۔

◆ فلسفیوں نے ابطال نبوت پر کتابیں لکھ دی تھیں۔

◆ جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے غلطی اور آزاد ٹھہرایا تھا۔

◆ احکام قرآن و حدیث کی پابندی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔

◆ نہ الہام اور ابہام میں تمیز رہی تھی، نہ کشف اور وساوس شیطانی میں فرق باقی تھا۔

◆ صوفیائے متقدمین کے شطیحات کی غلط غلط توجیہات قائم کر کے ان کو قابل عمل

درآمد قرار دیا جا رہا تھا۔

جب آپ کا ظہور ہوا۔ آپ نے اپنی تصنیفات میں نہایت خیریت سے ان سب بے

دینوں کا مقابلہ کیا اور کتاب و سنت سے ہر امر کا فیصلہ فرمادیا۔ اور جو خلاف شرع کلام صوفیاء

متقدمین کا کشف حقیقی کے درجہ میں شمار ہوتا تھا، اس کو بھی صاف کر دیا۔ مثلاً ارشاد حضرت شیخ

اکبر الْوَلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ وَغَيْرِهِ مَقَامَاتِ سَلُوكِ كَيْفَ بَيَانٍ فِي اِكْرَامِ رُكُوسٍ مِنْ كَيْفِ چوك يا

غلطی ہوئی تھی۔ اس کو بھی آپ نے صحت کر کے وضاحت کر دی۔ مثلاً جناب شیخ نے فصوص

الحکم میں مرتبہ جمع تشبہ و تنزیہ کو اعلیٰ ترین قیام مقعد صدق تحریر فرمایا ہے:

وَسَبَّهَهُ وَنَزَّهَهُ وَقَامَ فِي مَقْعَدِ الصِّدْقِ

(ترجمہ) تشبیہ اور تنزیہ کے مقام کو جمع کر کے پہنچے تو مقام مقعد صدق کو

آپ نے اس کی تصحیح میں مکتوب نمبر ۹۷ دوسری جلد میں تحریر فرمایا ہے:

ثمرۂ کفر طریقت تشبیہ است و نتیجہ اسلام طریقت، تنزیہ ہر قدر فرق کہ در میان

تشبیہ و تنزیہ است ہماں قدر فرق در میان کفر و اسلام طریقت است، طائفہ کہ جمع تشبیہ

و تزییہ کردہ اندو آترا کمال دانستہ انداں تزییہ نیز از جملہ تشبیہ است کہ در قطرِ شان
تزییہ در آمدہ ست والا تشبیہ را چہ یارا کہ با تزییہ حقیقی جمع شود و در شعشان انوار آں
مضمحل و ناچیز نگرود۔

بلے ہر جا شود مہر آشکارا

سہارا جز نہاں بودن چہ یارا

(ترجمہ) کفر طریقت کا ثمرہ تشبیہ ہے اور اسلام طریقت کا نتیجہ تزییہ ہے۔ جس قدر
فرق کہ تشبیہ و تزییہ کے درمیان ہے۔ اسی قدر فرق درمیان کفر و اسلام طریقت کے
ہے۔ وہ گروہ مشائخ جنہوں نے کہ تشبیہ اور تزییہ کو جمع کیا ہے اور اس کو کمال خیال کیا
ہے در حقیقت وہ تزییہ کو نہیں پاسکے۔ جس کو انہوں نے تزییہ سمجھا ہے، واقع
میں وہ بھی تشبیہ ہی ہے ورنہ تشبیہ کو کیا قدرت ہے جو تزییہ حقیقی کے ساتھ جمع ہو سکے
، اور اس کے انوار کی چمک میں مضمحل اور ناچیز نہ ہو جائے۔ چنانچہ ضرب المثل ہے کہ
آفتاب کے روبرو ستارے نہیں چمکتے۔

۲

دوسرے یہ کہ آپ کے بعض مکتوبات میں وہ معارف و مقامات عالیہ بیان ہوئے ہیں
جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخصوص طور پر بلا شرکت دیگر اولیاء اللہ عطا فرمائے ہیں۔ جیسے: امامت۔
سابقیت۔ خالصیت۔ تخلصیت۔ اصالت اور قیومیت۔ مجددیت الف ثانی۔ دیگر کمالات نبوت
و رسالت وغیرہ۔

مکتوبات شریف کی تردیدات

مکتوبات شریف کی تردید کرنا تو دوسری بات ہے۔ لیاقت کاملہ اور عنایت الہیہ کے
بغیر ان کا سمجھنا ہر ذی علم کو دشوار ہے۔ پھر تردید کرنا خواہ وہ غلط ہو یا صحیح اور مشکل ہے
۔ تاہم بعض بعض مکتوب کی تردید ضروری لکھی گئی۔ اور اس کے دو باعث ہوئے:-

ایک یہ کہ آپ کا ایک مرید حسن خان افغانی آپ سے منحرف ہو کر کچھ مسودات مکتوبات شریف چرا کر لے بھاگا تھا۔ اس نے اس میں ترمیم اور تحریف کر کے متعدد نقول کر کے بغرض اغوا عمائد وقت کے پاس بھیج دیں۔ جس نے دیکھا آپ سے غیر معتقد ہو گیا۔ بعض بعض نے تردید بھی لکھی مگر رفتہ رفتہ حسن خان کے واقعہ کا اور تحریف کا بھی لوگوں کو علم ہوتا گیا۔ جس جس نے تردید لکھی تھی، معذرت چاہی۔

چنانچہ شیخ فتح محمد فتحپوری چشتی اپنی کتاب ”مناقب العارفين“ میں لکھتے ہیں:-
حضرت شیخ عبدالحق (محدث دہلوی) کے صاحبزادہ مولانا نورالحق سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کے مکتوبات شریف کے رد میں شیخ نے ایک رسالہ لکھا تھا۔ جب ان کو حسن خان کی تحریف کا واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے معذرت کا مکتوب لکھا۔ حالانکہ جناب مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ پیر بھائی اور حضرت خواجہ کے مرید ہیں۔

دوسرا باعث یہ ہوا کہ جب آپ کی ذات بابرکات سے کرامات ظاہرہ اور کمالات باہرہ کا اظہار ہوا۔ اور ہر طرف نورسنت پھیلا۔ ظلمت، شرک و بدعت دور ہوئی۔ آپ کا عالمگیر شہرہ ہوا۔ بعض بے دینوں میں آتش حسد بھڑکی۔ اور آپ کی کلام معجز نظام کی تردید میں کوشاں ہوئے۔ محمد صالح گجراتی نے ایک رسالہ بنام ”اشتباہ“ لکھا۔ اور محمد عارف اور عبد اللہ سورتی کو اغوا کر کے ان سے کچھ روپیہ فراہم کر کے سید محمد برزنجی مدنی کے پاس پہنچ کر اس سے بھی آپ کے مکتوب کا رد لکھوایا۔ اور اس کا ”ایراد البرزنجی“ نام رکھا گیا۔ اور قشاشی نے بعد اوت آپ کے خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمہ کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ لکھا اور اس کا نام ”اسرار المناسک“ رکھا۔

۱۔ یہ مکتوب گرامی خواجہ حسام الدین علیہ الرحمہ خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نام لکھا گیا، جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے شیخ نورالحق دہلوی علیہ الرحمہ نے ”اخبار الاخیار“ میں بطور تہمتہ شامل کیا تھا۔ ہم اس تہمتہ کا ترجمہ کتاب کے آخر میں پیش کر رہے ہیں۔ ناشر

تردیدات کے شافی جوابات

ان تردیدات کے جواب بھی نہایت بسط و شرح سے لکھے گئے۔ اگرچہ شیخ کے معذرت کر لینے کے بعد ان کے رسالہ کی تردید کی ضرورت باقی نہ تھی۔ لیکن مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے اس کا جواب شافی ”ہدیۃ المتجددین“ اور اشتباہ محمد صالح کا دندان شکن جواب ”انور احمدیہ“ تحریر کیا۔ اور اس میں ضمناً قشاشی کے رسالہ ”اسرار المناسک“ کا بھی جواب دے دیا۔

”ایراد البرزنجی“ اگرچہ ایک نہایت ہی غیر معتبر اور بالکل ہی بے حقیقت رسالہ تھا۔ حرمین شریفین کے تمامی علماء نے اس کی صحت کی تصدیق پر مہریں کرنے سے کلیۃً انکار فرما دیا۔ تاہم حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اس کا مفصل جواب دیا۔ اس کا نام ”الکلام المنفجی فی ایراد البرزنجی“ رکھا۔ اور علامہ وقت شیخ نورالدین محمد بیگ نے رد برزنجی میں ایک مفصل رسالہ لکھا۔ اس رسالہ کی صحت پر علماء حرمین شریفین مثلاً عبداللہ الافندی۔ شیخ احمد البہششی۔ سید اسعد المفتی المدنی الحنفی۔ امام العلی الطبری المفتی الشافعی۔ عبدالرحمن بن محمد الصالح الامام المالکی۔ محمد بن القاضی الحنفی۔ شیخ حسن الحنفی۔ مرشد الدین بن احمد المرشدی نے مہریں اور دستخط کئے۔

شیخ معظم عالم محترم سید محمد آفندی اور شیخ الاسلام مکہ معظمہ مذہب حنفیہ شیخ عبداللہ آفندی عناتی زاوہ نے تقاریظ لکھیں۔ ان کے مضمون کا عشر عشر حاصل یہ ہے کہ شیخ صالح نے جو گجراتی ہے یا اورنگ آبادی اور اس کے اتباع میں محمد عارف اور عبداللہ سورتی نے مکتوبات قدس آیات سے عالم زمانی عارف حقانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی میں سب کچھ تحریف اور کمی بیشی کر کے عربی ترجمہ کرا کے بہر اہی زر کثیر سید محمد برزنجی مدنی کے پاس رد لکھنے کی غرض سے بھیجے۔ برزنجی نے بطمع نفسانی رد لکھ دیا۔ فوراً ہی فاضل اجل عالم باعمل شیخ نورالدین محمد بیگ نے آپ کے اصل مکتوبات ہندوستان سے منگوا کر مقابلہ کیا۔ تو ثابت ہوا کہ وہ دراصل تحریف شدہ مکتوب تھے۔ اور درحقیقت ان کا کلام معجز نظام معارف اور حقائق کا گنجینہ اور شراح اور احکام

کا خزینہ ہے۔۔۔ ایسے کلام کی تردید ضلالت بین اور گمراہی ظاہر ہے۔ ان کے مکتوبات کو دستور العمل قرار دیں۔

طریقہ مجددیہ کی تعلیم اور دیگر طریقوں سے فرق

اولیاء سلف کے سلوک سیر حسب ذیل ہیں:-

①

سیر الی اللہ:

اس میں عالم خلق۔ عالم امر۔ واحدیت اور وحدیت کی سیر ہوتی ہے۔

②

سیر فی اللہ:

اس میں احدیت کی سیر ہوتی ہے جس کو آپ اپنی تحقیق میں فرماتے ہیں: ”یہ سیر حقیقتاً ظلال اسماء و صفات کی ہے۔“

③

سیر عن اللہ باللہ:

اس میں احدیت سے کثرت خلق کی طرف نزول کی سیر ہوتی ہے۔

(نوٹ)

☆۔۔۔ عالم خلق سے مراد مخلوق تحت العرش۔

☆۔۔۔ عالم امر یعنی مخلوق فوق العرش ملائک وغیرہ

☆۔۔۔ واحدیت سے مفصل صفات الہی

☆۔۔۔ وحدت سے مجمل صفات الہی۔

☆۔۔۔ احدیت سے ذات بحت جو ہر قسم کے اعتبار سے منزہ ہے۔

یہی پانچ مرتبے ایک مرتبہ انسان جامع۔ مراتب بستہ کہلاتے ہیں اور یہ مراتب محض اعتباری ہیں۔ ورنہ وہ ایک ہی ذات ہے، جو قدم سے امکان تک موجود ہے۔

حضرت مجتہد کے سلوک کی سیر

حسب ذیل ہے:-

② ولایت صغریٰ یا ولایت اولیاء:

اس میں سیر الی اللہ ہوتی ہے۔ نیز وہ سیر جس کو دیگر اولیاء نے ”سیر فی اللہ“ سمجھا ہے۔

اور حقیقت میں وہ سیر ظلال ہے۔

③ ولایت کبریٰ یا ولایت انبیاء:

اس میں اصل اسماء و صفات کی سیر ہوتی ہے۔ جو اور طریقوں میں نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اور ۱۶ یا ۱۷ مقام مفصلہ ذیل ہیں۔ جو قبل ذات بحت اس سلوک میں

طے ہوتے ہیں:

- | | |
|--------------------------------|------------------------------------|
| ۱۔ ولایت علیا یا ولایت ملائک | ۲۔ کمالات نبوت |
| ۳۔ کمالات رسالت | ۴۔ کمالات اول العزیز اس کے بعد۔ یا |
| ۵۔ قومیت اشیاء یا | ۶۔ حقیقت کعبہ |
| ۷۔ حقیقت قرآن | ۸۔ حقیقت صلوة |
| ۹۔ بعض لوگوں کو حقیقت صوم | ۱۰۔ معبودیت صرفہ |
| ۱۱۔ عبدیت یا | ۱۲۔ خلعت حقیقت ابراہیمیہ |
| ۱۳۔ محسبیت حقیقت موسویہ | ۱۴۔ محبوبیت ممتازہ حقیقت محمدیہ |
| ۱۵۔ محبوبیت سازجہ حقیقت احمدیہ | ۱۶۔ تعین حسی |
| ۱۷۔ تعین وجودی | |

اس کے بعد دائرہ لا تعین یعنی ذات بحت مع الصفات الثمائیۃ الحقیقیہ۔

مرض الموت

شب برأت ۱۰۳۳ھ کو آپ نے اپنی وفات کے متعلق ظاہر فرمادیا کہ اسی سال میں ہوگی۔ حتیٰ کہ

آپ عید الاضحیٰ کی نماز سے فراغت پا کر دولت سرا کو تشریف لائے۔ اپنے خلفاء اور مریدین سے فرمایا کہ:

”بموجب عدد عمر آنحضرت ﷺ میری عمر بھی ۶۳ سال ہوگی۔ اور اس کا وقت قریب آ گیا ہے۔ آپ سب کو لازم ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے رہیں۔“

پانچ چار روز کے اندر ہی آپ کو مرض ضیق النفس کا دورہ شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ ۱۲ تاریخ محرم ۱۰۳۴ھ ہوئی۔ آپ نے تعداد ایام باقیہ ظاہری فرمادی۔ ایک روز اپنے والد ماجد کے مزار شریف کی آخری زیارت کو تشریف لے گئے اور دیر تک مراتب رہے۔ اس قبرستان کے اہل قبور کے لیے بہت کچھ دعاء و مغفرت فرمائی۔ وہاں سے جد اعلیٰ حضرت امام رفیع الدین کے مزار تشریف لے گئے، اور اسی طرح سے مراقبہ فرمایا۔ وہاں کے اہل قبور کیلئے دعاء مغفرت فرما کر رخصت ہوئے اور دولت خانہ کو تشریف لائے۔ حتیٰ کہ ۲۲ صفر کو آپ نے اپنے مریدین اور صاحبزادگان سے فرمایا کہ:

”اللہ پاک مجھ کو وہ سب کچھ عطاء فرما چکا جو بشر کو عطا کیا جاسکتا ہے۔“

یہ سن کر سب پر بہت بڑا اثر آپ کی جدائی کے پیدا ہونے کا ہوا۔ ۲۳ صفر کو آپ نے تمام لباس فقراء کو خیرات کر دیا۔ اور مرض مذکور کا غلبہ شروع ہوا۔ وہ سب جس کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ باصرار تمام آپ اٹھ کر بیٹھے اور جو حقائق کہ منکشف ہوئے تھے۔ بیان فرمائے کہ:

”میری ہمت کا مرغ آستان قدس تک پہنچا اور آواز آئی کہ یہ حقیقت کعبہ ہے۔ اس کے بعد اور عروج ہوا اور مقام صفات حقیقیہ تک پہنچا۔ جو وجود ذات موجود ہیں۔ پھر میں شیونات ذاتیہ تک پہنچا۔ وہاں سے ذات بحت تک پہنچا۔ جو ہر قسم کے اعتبارات اور نسبتوں سے معزا ہے۔ اور گرد ظلیت نے وہاں تک راہ نہیں پائی ہے۔“

اس کے بعد ضعف کا غلبہ ہوا۔ تہجد کی نماز وضو کر کے کھڑے ہو کر ادا فرمائی۔ صبح کی نماز بھی باجماعت پڑھ لی۔ اور ہندی کا یہ مصرعہ ورد زبان ہوا۔

آج ملاوا کے پیاسب جگ دیواں وار

ترجمہ) ”آج وہ دوست ملا جس پر سب دنیا کو قربان کروں۔“

پھر اشراق کی نماز جمعیت کے ساتھ ادا کی۔ تمام ادعیہ ماثورہ پڑھتے رہے۔ اور مراقبہ میں مصروف ہو ہو جاتے تھے۔ بستر پر اس طرح سے لیٹے کہ سر شمالی طرف منہ قبلہ کی طرف دائیں ہاتھ ٹھوڑی مبارک کے نیچے اور ذکر میں مشغول ہوئے۔ سانس کی تیزی کو صاحبزادہ نے دیکھ کر عرض کیا کہ مزاج کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا:

”اچھا ہے۔ جو دو رکعت نماز پڑھ چکے ہیں کافی ہے۔“

یہ حکم آپ کا آخری کلام تھا۔ اس کے بعد اللہ اللہ جاری تھا۔

وصال اور عمر شریف

۲۸ صفر ۱۰۳۳ھ روز دو شنبہ یا سہ شنبہ کو بوقت اشراق داعی اجل کو آپ نے لبیک فرمائی، اور اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی۔ آپ کی عمر شریف ۶۳ سال ہوئی۔ روایت ہے کہ اس روز زمین و آسمان روتے ہیں۔ آسمان کا رونا اس کا چاروں طرف سے سرخ ہونا ہے۔ اسی طرح کتاب شرح صدر میں آپ کو غسل دیتے وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ دونوں ہاتھ مثل نماز کے قیام کے بستہ تھے۔ کئی مرتبہ غسل دیتے وقت کھول دئے گئے۔ پھر ویسے ہی ہو گئے اور آپ کا چہرہ مبارک متبسم تھا۔ پس بموجب عد سنت آپ کو کفن دیا گیا۔

مدفن اور اس زمین کی فضیلت

آپ کا مدفن شریف وہی گنبد ہے جس میں آپ کے بڑے صاحبزادہ اکابر اولیا، حضرت خواجہ محمد بیادق رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ اور یہ گنبد شریف ارض مبشرہ میں واقع ہے۔ جس کی تفصیل پھر جوہر میں مذکور ہوئی ہے۔ یہ گنبد شریف کچھ بڑی عمارت نہیں ہے۔ بلکہ وہ گنبد کہ جس میں آپ کے صاحبزادہ قیوم ثانی یا ان کے صاحبزادگان مدفون ہیں، کہیں وسیع اور رفیع ہیں

— جس وقت کہ آپ کا جنازہ روضہ مبارک (گنبد شریف) پر لایا گیا، فوراً صاحبزادہ صاحب کی قبر مبارک جانب مشرق تقریباً ایک ہاتھ ہٹ گئی اور جگہ وسیع ہو گئی۔ بجانب غرب آپ کی قبر اطہر کھودی گئی اس میں آپ مدفون ہوئے وہی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

اولاد امجاد

آپ کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں:-

①

اکابر اولیاء حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ تھوڑی ہی عمر میں علوم ظاہر و باطن میں کمال حاصل کیا۔ آپ کی ذات بابرکات میں انواع و اقسام کے فضائل جمع تھے۔ بتاریخ ۹ ربیع الاول روز دو شنبہ ہجر ۱۸ سال بعلا لت و بانئی وصال فرمایا۔ متعلق وفات واقعات عجیبہ پیش آئے۔ ان کی تفصیل دیگر کتب میں مندرج ہے۔ اس وقت تک آپ کا نام و بانئی بیماریوں ہیضہ و طاعون کیلئے نقش مجرب ہے۔ آپ اسی گنبد مبارک میں مدفون ہیں۔ جس کی تفصیل اوپر مندرج ہے۔ — آپ کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادہ شیخ محمد علیہ الرحمہ تھے۔

②

خزینۃ الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ بھی علوم ظاہری و باطنی میں مثل برادر معظم کے کامل و مکمل تھے۔ تاریخ ۲ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ آپ کا وصال ہوا۔ اس مقبرہ میں بجانب مشرق آپ مدفون ہوئے اور آپ کے لیے بھی جگہ مثل حضرت والد بزرگوار روضہ شریف میں وسیع ہو گئی تھی۔ — آپ کے آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں:-

- | | | | |
|----------------|-----------------|------------------|-----------------|
| ① شاہ عبداللہ | ② شاہ لطف اللہ | ③ مولوی فرخ شاہ | ④ شیخ سعد الدین |
| ⑤ شیخ عبدالاحد | ⑥ شیخ خلیل اللہ | ⑦ شیخ محمد یعقوب | ⑧ شیخ محمد تقی |

(۱) بی بی صالحہ (۲) بی بی فاطمہ (۳) بی بی شاکرہ (۴) بی بی اشرف النساء (۵) بی بی فخر النساء۔

۳

عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔

آپ ۱۰۰ھ میں بمقام بسی پیدا ہوئے۔ آپ بھی ظاہری علوم و باطن میں فرید دہرا اور وحید عصر تھے۔ والد بزرگوار کے بعد آپ ہی کو منصب قیومیت سے سرفرازی بخشی گئی۔ بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۰۶ھ آپ کا وصال ہوا۔ ایک عظیم الشان گنبد میں آپ کا مزار شریف ہے۔ اور اس کے قریب ایک رفیع البیان مسجد بھی ہے۔ جو آپ ہی کے نام نامی سے موسوم ہے۔ آپ کے چھ صاحبزادے تھے:-

۱ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ:

ولادت ۱۰۳۲ھ وفات ۸ ربیع الثانی ۱۱۲۰ھ مزار شریف روضہ مبارک حضرت قیوم ثانی میں ہے۔

۲ حضرت شیخ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی قیوم ثالث:

ولادت ماہ ذیقعدہ ۱۰۳۲ھ وفات ۹ محرم ۱۱۱۵ھ مزار شریف ایک گنبد بزرگ بجانب شمال واقع ہے۔

واضح ہو کہ حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم رابع آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ ابوالعلیٰ کی اولاد میں ہوئے ہیں۔ گویا آپ کے نبیرہ ہیں۔

۳ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ معروف بہ مروج الشریعۃ:

ولادت یکم شعبان ۱۰۳۷ھ وفات بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ مزار شریف روضہ مبارک حضرت قیوم ثانی ہے۔

۴ حضرت خواجہ محمد اشرف:

ولادت ۱۰۴۸ھ وفات ۱۱۱۱ھ میں ہے۔

۵ حضرت خواجہ شیخ سیف الدین معروف بہ محی السنۃ:

ولادت ۱۰۴۹ھ وفات بتاریخ ۲۶ جمادی الاول ۱۰۹۴ھ مزار شریف ایک گنبد کلاں میں

بجانب جنوب واقع ہے۔

⑥ حضرت شیخ محمد صدیق معروف بہ مقبول اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ولادت ۱۰۵۹ھ وفات ۱۱۳۰ھ میں مزار شریف علیحدہ مقبرہ میں روبروئے مسجد حضرت قیوم ثانی واقع ہے۔

④

حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے عمر ۱۵ سال بحالت طالب علمی وصال فرمایا۔

⑤

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے عمر ۸ سال وصال فرمایا۔

⑥

حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے عمر ۲ سال وصال فرمایا۔

④

حضرت خواجہ شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی ولادت ۱۰۲۴ھ اور تباریح ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ وصال فرمایا۔ مزار

شریف روضہ مبارک حضرت قیوم اول کے بجانب غرب ایک گنبد میں ہے۔ آپ کے تلمذ

صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی:-

(۱) شیخ ضیاء الدین یوسف (۲) شیخ زین العابدین (۳) شیخ محمد امام

(۴) صاحبزادی بی بی زیب النساء۔

حضرت قیوم اول کی صاحبزادیوں کی تفصیل یہ ہے۔

- (۱) بی بی رقیہ
 (۲) بی بی خدیجہ بانو
 (۳) بی بی ام کلثوم — سب نے طفولیت میں وفات پائی۔

حضرت مجدد کے خلفاء

آپ کے خلفاء بے شمار تھے۔ بموجب عدد سنین عمر شریف آن حضرت ﷺ صرف ۶۳ خلفاء کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پس باستثنائے حضرت خواجہ محمد عیسیٰ اور خواجہ محمد اشرف علیہما الرحمۃ آپ کے پانچوں صاحبزادگان ممدوح خلیفہ ہیں:

- | | |
|-----------------------------------|--------------------------------------|
| (۷) شیخ حمید بنگالی | (۶) مولانا میر محمد نعمان اکبر آبادی |
| (۹) شیخ نور محمد فتنی | (۸) شیخ عبدالحی صاری |
| (۱۱) شیخ نور محمد بہاری | (۱۰) شیخ منزل پوری |
| (۱۳) مولانا فرخ حسین۔ | (۱۲) شیخ حامد بہاری |
| (۱۵) سید محبت اللہ مانک پوری | (۱۴) سید باقر سارنگ پوری |
| (۱۷) مولانا شیخ عبدالوادی بدایونی | (۱۶) سید حسین مانک پوری |
| (۱۹) مولانا امان اللہ لاہوری | (۱۸) مولانا شیخ طاہر لاہوری |
| (۲۱) حاجی سفر افغان | (۲۰) شیخ طاہر اللہ بدخشی |
| (۲۳) مولانا محمد ہاشم خادم | (۲۲) مولانا صادق کابلی |
| (۲۵) شیخ فضل اللہ برہان پوری | (۲۴) خواجہ محمد ہاشم برہان پوری |
| (۲۷) حاجی حسین | (۲۶) مولانا حمید الدین احمد آبادی |
| (۲۹) مولانا غازی گجراتی | (۲۸) شیخ داؤد سانگی |
| (۳۱) شیخ بدیع الدین سہارن پوری | (۳۰) خواجہ محمد صدیق الکشمی الدہلوی |
| (۳۳) شیخ عبدالقادر انبالوی | (۳۲) شیخ احمد دیوبندی |

(۳۴) شیخ محمد حری	(۳۵) شیخ سلیم البنوری
(۳۶) شیخ آدم البنوری	(۳۷) مولانا بدرالدین السرهندی
(۳۸) شیخ خضر الہلول پوری	(۳۹) مولانا محمد یوسف سمرقندی
(۴۰) مولانا عبدالغفور سمرقندی	(۴۱) مولانا محمد صالح الکولابی
(۴۲) شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی	(۴۳) حاجی محمد فرگنی
(۴۴) مولانا یار محمد قدیم طالقانی	(۴۵) مولانا یار محمد جدید طالقانی
(۴۶) صوفی قربان القدیم	(۴۷) صوفی قربان الجدید ارکنجی
(۴۸) مولانا قاسم علی	(۴۹) شیخ حسن البرکی
(۵۰) شیخ یوسف البرکی	(۵۱) شیخ عبدالرحیم البرکی
(۵۲) مولانا صغیر احمد الرومی	(۵۳) شیخ عبدالعزیز النخوی المغربی
(۵۴) شیخ علی المحقق الماکی	(۵۵) شیخ زین العابدین
(۵۶) شیخ علی الطبری الشافعی المکی	(۵۷) شیخ احمد استنبولی
(۵۸) فقیہ عثمان الیمنی الشافعی	(۵۹) سید مبارک شاہ بخاری
(۶۰) مولانا حسن بخاری	(۶۱) قاضی تولک بخاری
(۶۲) شیخ الحمد ث عیسی المغربی	(۶۳) شیخ محمد مدنی

قصائد حضرت مجدد الف ثانی

پلادے ساقیا ساغر مجدّد الف ثانی کا
پلادے وہ مئے عرفان کہ زائل ہو خودی جس سے
کہ ہوں مشتاق میں یکسر مجدّد الف ثانی کا
رہوں مخمور تا محشر مجدّد الف ثانی کا
رہے نام و نشان میرا نہ کچھ ذات و صفت باقی
رہے باقی ربخ انور مجدّد الف ثانی کا
ہیں درج گوہر معنی وہ برج مہر عرفانی
جہاں میں نور ہے گھر گھر مجدّد الف ثانی کا

یہ ہے مخصوص اک جو ہر مجدہ دالف ثانی کا
 بنا ناقطب و غوث اکثر مجدہ دالف ثانی کا
 نہ ہوگا کوئی بھی ہمسر مجدہ دالف ثانی کا
 طریقہ سب میں ہے بہتر مجدہ دالف ثانی کا
 رقم ہو مرتبہ کیونکر مجدہ دالف ثانی کا
 ہے وجہ التدریخ انور مجدہ دالف ثانی کا
 طریقہ دیکھئے چل کر مجدہ دالف ثانی کا

عوام ان کے اشارہ سے بنے خاصان حق یکدم
 کرامات ان کی ہیں لاکھوں عیاں ہے جملہ عالم پر
 جناب غوث اعظم نے خبر دی ان کی آمد کی
 مٹادی شرک کی ظلمت کیا اسلام کو روشن
 مریدان کے مرادیں پوری کر دیتے ہیں اکدم میں
 مہینوں برسوں کا رستہ کر دیتے ہیں طے پل میں
 سراسر سفت بیضا ہے ان کا راستہ احمد

۲

کہ ہوں مدت سے میں شیدا مجدہ دالف ثانی کا
 بیاں کس منہ سے ہو مرتبہ مجدہ دالف ثانی کا
 مجدہ دالف ثانی کا مجدہ دالف ثانی کا
 حدیثوں میں بیاں آیا مجدہ دالف ثانی کا
 انہی نے خود لقب بخشا مجدہ دالف ثانی کا
 کہ ان کے سر پہ ہے سایہ مجدہ دالف ثانی کا
 کہ جس نے پی لیا پیالہ مجدہ دالف ثانی کا
 طریقہ ہے دُرّ بیضا مجدہ دالف ثانی کا
 کسی نے ظرف کب پایا مجدہ دالف ثانی کا
 نہ بہکا کوئی متوالا مجدہ دالف ثانی کا
 یہی ہے راستہ سیدھا مجدہ دالف ثانی کا
 اولیں ہند ہے رتبہ مجدہ دالف ثانی کا

دکھا دے اے خدا روضہ مجدہ دالف ثانی کا
 امام علم ربانی علیم سر پہنہانی
 جناب غوث اعظم نے کہا ایک دن بجے ڈنکا
 نہیں ممکن کہ ہم کچھ لکھ سکیں تو صیف میں انکی
 خدا کے دوست ہیں وہ اور رسول اللہ کے نائب ہیں
 شہنشاہوں کو کیا نسبت ہے اس در کے گداؤں سے
 خودی کے نشہ کو کھو کر خدا کا پالیا اس نے
 شریعت اس میں کامل ہے طریقت اس میں حاصل ہے
 انسا الحق کہہ اٹھے بعضے مشائخ جوش وحدت میں
 پلائے خم کے خم اس نے کیا مست والست آخر
 ندیم حق نے دی ہے جو رکھے اسرار سر بستہ
 طریق احمدی ہے احمد مرسل نے بخشا ہے

السم نشرح بنا سینہ مجدد الف ثانی کا
 نسب فاروق اعظم کا مجدد الف ثانی کا
 بنا احمد مسکن کیا مجدد الف ثانی کا
 لکھوں کیا رتبہ اعلیٰ مجدد الف ثانی کا
 ہے جامع مشرب والا مجدد الف ثانی کا
 بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانی کا
 مگر سب سے فزوں پایہ مجدد الف ثانی کا
 تمیز عبد و رب حصہ مجدد الف ثانی کا
 ہے ذاتِ بخت نظارہ مجدد الف ثانی کا
 ہے سکر و صحوسہ یکجا مجدد الف ثانی کا
 کہ ہے جلوہ الہی کا مجدد الف ثانی کا

ہوئے وہ مسند آرائے ولایت ظاہر و باطن
 ملا شجر طریقت کا ہم صدیق و حیدر کا
 حیا و حلم عثمانی کیا حق نے عطا ان کو
 طریق صابری میں ہیں وہ سجادہ اب وجد کے
 طریق قادری کا فیض پایا شہ سکندر سے
 طریق نقشبندی میں فیض خواجہ باقی ہے
 خلیفہ اور بھی ہیں خواجہ باقی باللہ کے
 دقائق سے ہوئے واقف حقائق کے ہوئے کاشف
 جھلک سے اک تجلی کی ہوئی موسیٰ زخود رفتہ
 نگاہ فیض سے دیتے ہیں وہ جذب و سلوک اکدم
 کہا احمد نے انوارِ ولایت دیکھ کر ان کے

۳

ہے نام پاک شیخ احمد گل باغ ولایت کا
 لطیفہ ہے رسول اللہ کی نور بشارت کا
 ستارہ ہے درخشاں وہ سمائے نور وحدت کا
 عطا فرما دیا پہلے ہی سے خرقہ خلافت کا
 ہے یہ قول ولی اللہ ولی رب عزت کا
 وہاں صدیق اکبر کا سر شاہ صداقت کا
 جھکا سر ہے مجدد آفتاب ذی جلالت کا
 جہاں کے پادشاہوں پر اثر ہے جن کی دہشت کا

تعالیٰ اللہ کے یارا ہے آں حضرت کی مدحت کا
 کہ ہے وہ گوہر یکتا خدا کی بحر قدرت کا
 وہ ہے قطب زمان بل قطب اقطاب زمانہ ہے
 شہ غوث الوریٰ نے نور حضرت پر نظر کر کے
 پس انکا دوست مومن ہے عدوان کا منافق ہے
 جہاں پائے مبارک ہیں شہنشاہ دو عالم کے
 قدم صدیق اکبر پر نہایت لطف و خوبی سے
 نسب ملتا ہے ان کا حضرت فاروق اعظم سے

کرنے ظاہر میں شرع پاک کی تحقیق اور تصحیح
 ہے نسب آپ کا اقدم بھی پیروں کی نسبت ہے
 گیا وہ شاہ ہے شمع حریم کبریائی تک
 طریقہ آپ کا نور نبوت اور ولایت ہے
 کیا الحاد و بدعت اور ضلالت کو جدا دیں سے
 تھا جب دین نبی گرداب بحر علم عقلی میں
 طریق باطنی سے بھی مٹایا رخ ظلالیت کا
 یہ درجہ خاص ہے صدیق اکبر ذی وجاہت کا
 کہ تھا وہ مقتدا اقطاب اور اہل ولایت کا
 صحابہ تابعین کا اور سرکار رسالت کا
 معاون شرع نبوی کا طریقت اور حقیقت کا
 کیا در بند ملحد کبر و کافر کی شرارت کا

رہے تابان اخیر الف ثانی تک طریقہ یہ
 ہے کیونکہ دور حق گو اس زماں تک انکی صولت کا

تمت بالخیر

حروف ساز: سید سعید حسن زیدی شرفی قادری عفی عنہ

ضمیمہ نمبر ۱

جواہر مجتہد دیہ

(طبع ثانی)

تمتہ "اخبار الاخیار"

مؤلفہ

شیخ نور الحق نقشبندی مجددی دہلوی

قدس سرۃ العزیز

ترجمہ اردو

تمتہ "اخبار الاخیار"

مؤلفہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

ص ۳۱۳، مطبوعہ مطبع مجتہد، دہلی، ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء

نوٹ:- "جواہر مجتہد دیہ" (طبع اول) آپ کے سامنے ہے، جو دین محمدی پر لیس، لاہور سے شائع ہوئی۔ یہ ضمیمہ "جواہر مجتہد دیہ" (طبع ثانی) سے لیا گیا ہے۔ جو علامہ مفتی محمد جان مجددی نعیمی (مہتمم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، کراچی) کی عنایت سے ملا۔ یہ ایڈیشن نول کشور گیس پرنٹنگ ورکس، لاہور سے شائع ہوا۔ ناشر

تمتہ کتاب اخبار الاخیار میں حضرت مولانا شیخ نورالحقؒ قدس سرہ العزیز صاحبزادہ حضرت شاہ عبدالحقؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اگرچہ کتاب ”اخبار الاخیار“ ختم ہوئی۔ لیکن حقیقت میں اُس وقت مکمل ہوگی کہ اس میں تھوڑا ذکر خیر پیشوائے سالکین، رہنمائے مقررین، قطب الاقطاب، مرجع عالم، تجلیات الہی کے مظہر، برکات بے انتہا کے مصدر، امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہو۔ چونکہ (والدی حضرت) شیخ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اُن خیالات سے جو آپ کی نسبت پیدا ہو گئے تھے، آخر عمر میں توبہ کی اس لیے آپ جیسے پیشوائے کاملین، رہنمائے واصلیں کا ذکر خیر کتاب کے آخر میں لانا مناسب ہوا۔ کیونکہ انجام کار اول اور آخر ایک ہی ہے۔

شیخ کا رجوع کرنا امر مشہور اور زبان زد بزرگان معتبر ہونے کے علاوہ شیخ کے ایک مکتوب سے بھی ظاہر ہوتا ہے (جو انہوں نے خواجہ حسام الدین کے نام تحریر فرمایا تھا) جس کو انشاء اللہ تعالیٰ لفظ بہ لفظ آخر میں درج کیا جائے گا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا نسب شریف ۲۷ و ۲۸ اسطوں ۳ سے امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ۱۷۹ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ نے تھوڑی ہی مدت میں علوم ظاہری کی تحصیل سے

۱۔ مصنف ”ضمیمہ جواہر مجددیہ“ حضرت مولانا شیخ نورالحق دہلوی صاحبزادہ حضرت خواجہ معصوم، نالیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔

۲۔ ”اخبار الاخیار“ کے علاوہ حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی تصانیف سے اور بھی کتب مثل شرح سفر السعادت، شرح مشکوٰۃ شریف، مدارج النبوة، جذب القلوب، وترجمہ فارسی فتوح الغیب ہیں۔ آپ ابتداءً طریقہ قادریہ میں حضرت شاہ ابوالمعالی اہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تھے۔ بعدہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ آپ کا انتقال ۱۰۵۲ھ میں ہوا۔

۳۔ حضرت زید ابوالحسن فاروقی مجددی دہلوی کی تحقیق کے مطابق ۳۰ و ۳۱ اسطوں سے متصل ہے۔

فارغ ہو کر اپنے والد ماجد سے سلسلہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور کبرویہ کی اجازت حاصل فرمائی اور حج کی تمنا میں مشتاق واروہلی پہنچے۔ یہاں آپ نے حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ العزیز سے شرفِ ملاقات اور اعزازِ صحبت حاصل کیا، طریقہ نقشبندیہ میں ان کے مرید ہوئے۔ دو مہینہ کچھ دن اُن کی خدمت میں رہ کر نسبتِ حضور نقشبندیہ حاصل کی۔ حضرت خواجہ نے اُس زمانہ میں اپنے کسی دوست کے نام آپ کے متعلق ایک خط لکھا (جو لفظ بہ لفظ جوہر اول کتاب ہذا میں شامل ہے) شیخ احمد نام نام مرویست الخ حضرت خواجہ نے آپ کے متعلق فرمایا:

”میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے بہت ستارے اُن کی روشنی میں گم ہیں“

اور اس کے سوا حضرت خواجہ صاحب کے آپ کے متعلق اور بہت سے ارشادات ہیں۔ اختصار کے سبب سے یہاں صرف ایک ارشاد پراکتفا کیا گیا ہے۔ بہت جلد آپ کا شہرہ بلند ہوا۔ اور آپ کا آستانہ فیض کا شانہ وردگاہِ کالمین ہوا۔ دور اور نزدیک کے علماء حاضر (خدمت) ہوئے۔ معزز امراء بھی مستفید ہوئے۔ مشائخ وقت معتقد اور بزرگانِ زمانہ متواضع ہوئے۔ بہت سے مس و جوہر آپ کے فیضان سے سونا اور ذرے آفتاب بن گئے۔ آپ کی ذاتِ بابرکات آیت تھی، من جملہ آیاتِ خداوندی کے اور ایک نعمت تھی اللہ کی نعمتوں میں سے۔ علماء کرام اور صوفیائے عظام میں جو ایک ہزار سال سے ظاہر و باطن کا اختلاف چلا آتا تھا، آپ نے اُس کو رفع فرمایا۔ اور حدیثِ ”صلہ“ کے مورد ہوئے۔ جیسا کہ کتاب ”حضرات القدس“ میں مذکور ہے، کہ علامہ سیوطی نے ”جمع الجوامع“ میں روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”میری امت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کو صلہ کہا جائے گا۔ اُس کی شفاعت سے اس قدر آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔“

اس حدیث سے آپ ہی کی ذاتِ بابرکات کی طرف اشارہ ہے کہ علماء اور صوفیاء کے درمیان میں آپ صلہ ہیں۔ آپ نے اختلافِ مسئلہ وحدت الوجود کو رفع فرمایا۔

اس کے بعد آپ نے (اپنے ایک مکتوب میں) ارشاد فرمایا:

”اللہ کا شکر ہے اُس نے مجھ کو بحرین کے درمیان صلہ بنایا۔“

آپ کی صفاتِ جمیلہ اور اوصافِ جلیلہ میں سے ادنیٰ یہ ہیں:

☆ — امورِ غیبی کی واقفیت

☆ — خطراتِ قلوب سے آگاہی

☆ — موجودات پر تصرف

آپ کی کرامات اور خرقِ عادات جو کتبِ مقامات میں مسطور ہیں، سات سو (۷۰۰) سے متجاوز ہیں۔ اُن میں سے دو تین کا یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے:

①

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ سفر میں تھے، ہوا گرم چل رہی تھی، خدام نے بارش کے لئے استدعا کی، آپ متوجہ (الی اللہ) ہوئے، فوراً بر آیا، اور پانی برسنے لگا۔

②

ایک صاحب نے ذکر کیا کہ میرا ارادہ اسی سال حج بیت اللہ کا ہے، آپ نے فرمایا کہ مقامِ عرفات میں آپ نظر نہیں آتے ہیں۔ منقول ہے کہ کئی سال تک وہ حج کا ارادہ کرتے رہے مگر اُن کا جاننا نہ ہو سکا۔

③

آپ کے مریدوں میں سے جان محمد نامی ایک سوداگر تھا، اُس نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس کو ایک روز شام کے وقت کچھ اخروٹ دئے اور فرمایا:

”حافظ باغ“ میں دیکھو وہاں کچھ فقراء اترے ہیں۔ اُن میں چچک روایک

درویش ہیں۔ اخروٹ اُن کو دو۔ اور ہمارے پاس بلا لاؤ۔“

میں اُس باغ میں گیا، دیکھا تو کچھ فقراء اترے ہوئے ہیں، وہ چچک رو درویش

بھی اُن کے رو برو کسی قدر فاصلہ سے بیٹھا ہوا ہے۔ مجھ کو دیکھتے ہی بولا کہ —

”حضرت نے آپ کو میرے پاس بھیجا ہے۔“

میں نے کہا — ”جی ہاں“ اور وہ اخروٹ اس کو دیدئے، اور حضرت کا ارشاد

پہنچا دیا۔ وہ سُن کر بولا کہ —

”حضرت خود تشریف نہیں لائے، مجھے بلایا ہے“

— اور بالآخر وہ میرے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے قبوہ

لانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں فوراً لے آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ —

”اس درویش کو دو“

— جو نبی میں درویش کی طرف متوجہ ہوا، تو حضرت ہی تھے۔

۷ اُن کو نظر غور سے دیکھا تو ہم ہی تھے

پھر اُن صاحب نے کہا کہ — ”حضرت کو دو“۔ پھر — حضرت کی

طرف متوجہ ہوا تو آپ ہی تھے۔ اس کے بعد درویش نے آپ سے مجھ کو دریافت کیا۔

آپ نے فرمایا:

”فلاں جانندھری کا فرزند ہے“

درویش نے کہا — ”میری اُن سے واقفیت ہے“۔ پھر درویش نے میری

بیعت کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے فرمایا:

”سلسلہ قادریہ میں مُرید ہے۔“

درویش نے میرے لئے آپ سے سفارش کی کہ ان کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچا دیجئے۔ آپ اٹھے اور قطب ستارہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔۔۔۔۔ ”اس کو پہچانتے ہو؟“۔۔۔۔۔ میں نے عرض کیا: ”جی ہاں فلاں ستارہ ہے“۔۔۔۔۔ ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔ ”ذرا غور سے دیکھو“۔۔۔۔۔ میں نے غور کیا تو دیکھتے ہی ایک وجیہہ شخص سیاہ لباس والے اس میں سے ظاہر ہو کر نہایت تیزی سے مثل تیر کے میرے پاس پہنچے، آپ نے فرمایا:

”حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، زیارت کر“

جوں ہی میں قدم بوس ہوا، آپ اسی ستارہ میں مخفی ہو گئے۔ اس کے بعد میں مسجد میں گیا۔ وہ درویش تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا:

”مبارک ہو۔ آپ نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدم بوسی کی“
میں اُن کا شکریہ بجالایا۔

آپ کے الہامات اور بشارات بکثرت ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:
”۔۔۔۔۔ میں نے بخش دیا آپ کو اور آپ کے متوسلین کو بے واسطہ ہوں یا
بواسطہ ہوں قیامت تک۔“

جس کسی کو آپ کے کشف و کرامات اور الہامات اور مبشرات کے مطالعہ کا شوق ہو اُس کو چاہیے کہ کتب ”مقامات حضرات القدس“ اور ”برکات احمدیہ“ وغیرہ کی طرف رجوع کرے۔ جدید معارف اور نادر حقائق جو آپ کے قلم نورانی رقم سے ظاہر ہوئے ہیں مثل آفتاب کے ہیں کہ منکروں کی آنکھیں اُن سے خیرہ اور حاسدوں کے دل تیرہ ہیں۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب نمبر ۱۲۳ جلد ۳ میں فرمایا ہے کہ قرب و اہیت میں وہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہیں۔ اس کرامت نے آپ کی یہ شان دکھادی کہ آپ جب چاہیں اور جس کو چاہیں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شرف دیدار سے شرف فرمادیتے ہیں۔۔۔۔۔ ناشر

آپ کی ہدایات اور ارشادات باواز بلند ندا کر رہے ہیں کہ آپ مجدد ہیں، نہ ایک صدی کے مجدد بلکہ ۱۱۰۰ھ سے ۲۰۰۰ھ تک۔ اگر لوگ غور کریں تو یہ کچھ معمولی فرق آپ میں اور اور مجددوں میں نہیں ہے۔ آپ کی خوبیاں بیان میں نہیں آسکتی ہیں۔ آپ کے عادات میں صبر اور شکیب، رضا اور تسلیم، ہر شخص کی حیثیت کے بموجب تعظیم، مخلوق پر شفقت، صلہ رحمی، اربابِ حقوق کی رعایت، سب سے پہلے سلام کرنا، نرمی سے گفتگو کرنا داخل تھے۔

آپ کا طریقہ کتاب و سنت سے ماخوذ ہے۔ یہی ایک فضیلت ہزار سے بہتر

ہے۔

آپ نے اخیر عمر میں کلام کرنا کم کر دیا تھا اور ہدایت اور ارشاد کا کارخانہ اپنے بزرگ صاحبزادوں کے حوالہ فرما کر خلوتِ قدس میں کہ بزمِ انس ہے، آپ تشریف رکھتے اور باہر کم آتے۔ ع

مامحرمان خلوت انسیم غم مخور

اور اکثر اپنی قرب و وفات کی طرف اشارہ فرماتے تھے حتیٰ کہ ۱۲ محرم ۱۰۳۳ھ کو بصراحت فرمادیا کہ مجھے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ۴۰-۵۰ روز کے اندر آپ کی وفات ہے۔ چنانچہ بتاریخ ۲۸ صفر بروز سہ شنبہ ایک پہر دن چڑھے ۶۳ سال کی عمر میں (کہ موافق عمر شریف آنحضرت ﷺ) آپ نے اس جہانِ فانی سے بہشتِ جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ بعد رحلت بوقت غسل اور بعد غسل جو جو عجائبات اور غرائب آپ سے مشاہدہ ہوئے اُن سے آگاہی کتب ”مقامات حضرات القدس“ کے مطالعہ پر موقوف ہے۔ وہ مکتوب کہ حضرت (والدی) شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ حسام الدین خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ اسرارہما کے لکھا ہے۔ اور اس تتمہ کے آغاز میں اُس کے آخر میں لانے

کا ہم نے وعدہ کیا تھا یہ ہے:

”ان دنوں میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی فقیر کی خدمت میں بیحد صفائی

ہے۔ بشریت و جبلت کا پردہ جو درمیان میں حائل تھا، اٹھ گیا۔

کھلی ہے کس کی چشم نیم خواب آہستہ آہستہ

کہ اٹھادیدہ دل سے حجاب آہستہ آہستہ

قطع نظر ہم طریقگی کی رعایت کے انصاف اور عقل کی رو سے ہی ایسے

مخدوموں اور بزرگوں کی جناب میں بے اعتقادی نہ رکھنی چاہئے۔ اب میرے

باطن میں ایک ذوق اور شوق اور محبت الہی کا غلبہ پیدا ہوا ہے۔ جس کی

(کیفیت کے) بیان سے زبان عاجز ہے۔ اللہ پاک ہی دلوں کا لوٹانے والا

اور حالات کو بدلنے والا ہے۔ شاید میری یہ تحریر ظاہر بین لوگوں کی سمجھ میں نہ

آوے۔ میں اپنے حال کو (جو آپ کی عنایات سے پیدا ہوا ہے) شناخت نہیں

کر سکتا کہ کیا ہے اور کس قسم کا ہے۔“

(الفاظ مکتوب ختم ہوئے)۔

ضمیمہ نمبر ۲

جواہر مجد دیہ

(طبع ثانی)

از

نواب صدیق حسن خاں

ترجمہ اردو

”ابجد العلوم“ جلد ثالث، ص ۸۹۸

مطبوعہ بھوپال، ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء

۱۔ شاید عوام و خواص کے علم میں یہ بات نہیں کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب محدث کبیر، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے پیشوا حضرت شاہ فضل الرحمن علیہ الرحمہ گنج مراد آبادی کے دست حق پرست پر نائب ہو کر ان سے بیعت ہوئے۔
(”تذکرہ رحمانی“ از شاہ بھولے میاں، سجادہ نشین درگاہ فضل رحمانی، مطبوعہ کراچی، ص: ۱۵۲)۔ ناشر

حضرت شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین الفاروقی السرهندی معروف بہ مجدوالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ — آپ عالمِ عامل عارفِ کامل تھے، آپ نے قرآن شریف حفظ کیا اور اولاً اپنے والد ماجد سے بہت سے علوم حاصل کئے۔ بعدہ سیالکوٹ کا سفر فرمایا۔ اور علمِ معقول کو علامہ کمال الدین محقق کشمیری سے نہایت تحقیق کے ساتھ پڑھا اور علمِ حدیث شیخ یعقوب محدث کشمیری سے حاصل کیا، جنہوں نے اُس کو حریمِ شریفین میں بڑے بڑے محدثین کے ہمراہ رہ کر حاصل کیا تھا، اور حدیثِ مسلسل بالرحمہ اور مسلسل بالاؤلیہ بواسطہ قاضی بہلول بدخشانی شیخ عبدالرحمن ابن فہد سے حاصل کی، جو محدثین میں اپنے زمانہ کے بڑے شخص تھے، اور انہی سے کتبِ تفسیر اور صحاحِ ستہ اور تمام اُن کے درس کی اجازت پائی۔

تمام درسیات سے آپ سترہویں سال فارغ ہو گئے اور پڑھانے میں مشغول ہوئے۔ آپ کی تصانیف سے عربی، فارسی میں نادر نادر رسالے ہیں۔ (یہاں سے کچھ عبارت کم کر دی گئی ہے)۔

آپ ۷۰ھ میں دہلی آئے اور حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سے طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا اور دوسرے طریقوں کو اور مشائخ کبار سے لیا — ملکِ ہند سے آپ کا سلسلہ ملکِ ماوراء النہر، روم، شام، عرب اور آخر ملکِ مغرب، فارس وغیرہ تک پہنچ گیا۔ آپ کے مکتوبات شریف تین جلدوں میں ہیں، جو آپ کے عالمِ متبحر ہونے کی دلیل قطعی ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ بعض ملحدوں نے اُن میں تحریف کرنی چاہی تھی مگر نہ کر سکے۔ جہانگیر بادشاہ نے بسبب نہ کرنے سجدہٴ تعظیم اُن کو قید کر دیا تھا، بعدہ جب آپ کی کرامات کا معتقد ہوا تو رہا کیا اور معذرت چاہی۔ آپ کے افادات میں سے یہ ہے کہ

آپ نے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود میں فرق ظاہر کر دیا اور اس امر کو بیان کیا کہ مقام وحدت الوجود ابتداء سلوک میں سالک کو پیش آتا ہے۔ جو شخص کہ اُس سے بالا مقام پر عروج کرتا ہے اُس پر مقام وحدت الشہود منکشف ہوتا ہے۔ پس حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تحقیق کے ذریعے سے اُن لوگوں کے الحاد کا طریقہ بند کر دیا جو صرف صوفیانہ لباس کے سبب سے صوفی مشہور تھے۔ پھر آپ نے اپنے زمانہ کے ملحدوں، بددینوں سے مباحثے کئے اور اُن سے تحریری اور تقریری مناظرے کئے، رافضیوں کا رد لکھا اور بدعت اور سنت اور قیاسات مجتہدین اور استحسانات متاخرین کے درمیان فرق ثابت کر دکھایا اور اُس زمانہ کی بابت جو حقیقت میں بہتر اور خیر القرون تھا، امتیاز ظاہر کیا۔ آپ طریقہ ماتریدیہ کے فقیہ تھے۔ آپ سنت (مقدسہ) پر عمل کرنے پر بہت حریص تھے اور شان اجتہاد رکھتے تھے۔ آپ سے حدیث کے معنی سمجھنے اور اجتہاد کرنے میں خطانہ ہوتی تھی۔ (اس کے بعد کی کچھ عبارت چھوڑ دی گئی ہے)

آپ کے سلسلہ میں آخر کے لوگوں میں ایک جلیل القدر عالم شیخ شمس الدین علوی اولاد محمد بن الحنفیہ ہوئے ہیں، جن کا عرف میرزا جانِ جاناں ہے۔ اُن کی ذات بابرکات مستجمع فضائل کثیرہ تھی۔ اُنہوں نے علم حدیث حاج سیالکوٹی سے پڑھا تھا اور طریقہ مجددیہ اکابر سلسلہ سے حاصل کیا تھا۔ آپ اتباع سنت اور کشف اسرار میں شانِ عظیم رکھتے تھے، آپ کے اشعار نادر ہیں اور آپ کے رقعات نافعہ ہیں۔ تشہد میں آپ انگشت شہادت سے اشارہ درست فرماتے تھے۔ آپ کی تاریخ شہادت

”عاشِ حَمِيدًا ۱۱۹۹ھ و مات شہيداً“ ہے۔

آپ کے جلیل القدر مریدوں میں قاضی ثناء اللہ عثمانی اموی پانی پتی فقیہ اصولی اور مرد متقی، مجتہد وقت تھے۔ اُن کے بعض مسلک خاص بھی ہیں۔ ان کی علم فقہ اور تفسیر

میں تصنیفات ہیں، اُن کے پیر کو اُن پر فخر تھا۔ حنفی طریقہ کی اُن کی تالیفات عربی فارسی، میں نے دیکھی ہیں اور بعض میرے پاس موجود بھی ہیں، اللہ کی اُن پر رحمت ہو۔

مختصر شجرہ مؤلف عفی عنہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ عروجیہ

حافظ عباس و فخر الدین و عاشق رہنماء	قربت خود کن عطا یارب پئے پیران پاک
شمس دین، نور محمد، سیف دین مبتدا	بوالحسن شاہ مراد اللہ، نعیم اللہ شاہ
خواجہ درویش و زاہد شہ عبید اللہ ما	خواجہ معصوم و احمد باقی و شہ املنک
خواجہ سماسی، علی، رامیتنی، محمود ما	خواجہ یعقوب و خواجہ نقشبند و شہ کلال
خواجہ گورگان، بوالحسن شہ بایزید باوفا	خواجہ عارف، عبد خالق، یوسف و شہ بوعلی
بہر ختم الانبیاء یارب مرا را ہم نما	جعفر و قاسم و سلماں حضرت صدیق ہم

از خیالِ غیر خود قلبِ مرا کن پاکباز
سازِ نورِ پاکِ خود اندر دلم جلوہ نما

تمت بالخیر

مَوْلَانَا عَبْد الرَّحْمٰن جَاهِي

نقشبندی یہ عیب قافلہ سالار اند
 کہ برند از رہ پنہاں بجرم قافلہ را
 ماقت گر کند این سلسلہ را طعن قصور
 عاش شکر کہ بر آرم بزبان این گلہ را
 بکہ شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند
 رُو یہ از حیلہ چہاں بگسلد این سلسلہ را
 (روض الاذہار فی ذکر الاخیار، مطبوعہ دہلی، ۱۳۴۴ھ)

شَیْخُ عَبْدِ اللّٰهِ قَطْبُ

عناصیب ماترہ عائشہ ظہور اور رسنہ الفت خواہد بود و شان او، شانِ غریب عجیب
 (مکتوبات شیخ عبداللہ قطب، دکنی، مکتوبہ ۸۸۶ھ)

خَوَاجِرُ عَبْدِ اللّٰهِ

(ابن خواجہ باقی باشد)

امام زمان قطبِ اقطابِ عالم
 کہ چون او ندانم کہ بگذشت یک تن
 بیس نسبت و وسعت فیض باطن
 بہ تجدید الفت دوم شد معین
 پوہر شفاعت بہ محشر درآید
 جہانے نہاں گردوش زیر و امن
 شیخ بدرالدین بہرندی، حضرات القدس، مطبوعہ لاہور، ۱۳۴۳ھ، ص ۲۶۵

حضرت خواجہ عبدالاحد وحدت

بگوداستان زا احمد نقش بند
گزشتہ بیک گام زین نہ طبق
ہندوستان گرچہ وار و مقام
مرع نشین و سدس سرا
نگیں گشتہ در حلقہ اولیاء
چو در انبیاء خاتم الانبیاء

کہواری دل از داغ مرثیہ سپند
ز قدوسیان برودہ گوئے سبق
بیالائے ہفتم فلک ماندہ گام
براہش حبیب سودہ ہفتم سما
چو در انبیاء خاتم الانبیاء

از کتاب چارچمن مصنفہ حضرت وحدت

قلی کتب خانہ حافظ مجددی، کراچی

۵

شہادہ ولی اللہ محدث دہلوی

وقد بلغ امرہ الی ان لا یحبہ الامون تقی ولا یبغضہ الا فاجر

شقی

ترجمہ، ان کی جلالت شان بیان تک پہنچی ہے کہ ان کے متعلق بے خطر کہا جاسکتا ہے
کہ ان سے نہیں محبت کرتا مگر مومن تقی اور نہیں بغض رکھتا مگر فاجر شقی

دیشیخ محمد صالح الزواوی نقشبندی البجدوی المنظری الملکی: نفائس الصحاح

فی تزییل الباقیات الصحاح، مطبوعہ مکہ مکرمہ، سن ۱۳۰۹ھ، ص ۳۰



ڈاکٹر محمد اقبال، حضرت مجدد کے دربار میں

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(اقبال: بال جبریل، مطبوعہ لاہور، ۱۹۴۷ء، ص ۲۱۱-۲۱۲)

کارچی ایڈارہ اشعوبیہ کراچی IDARA-E-MAS'UDIA, KARACHI



کارچی ایڈارہ اشعوبہ ڪراچي IDARA-E-MAS'UDIA, KARACHI

